رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۳۵

اَنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ۔ عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

الفضل قادیان

ایڈیٹر: غلام نبی

The ALFAZL QADIAN.

تار کا پتہ الفضل قادیان

قیمت سالانہ پیشگی اندرون ہند ۱۰ روپے ۔ قیمت سالانہ پیشگی بیرون ہند ۱۳ روپے

نمبر ۳۲	۲ جمادی الثانی ۱۳۵۳ھ	یوم پنجشنبہ	مطابق ۱۳ ستمبر ۱۹۳۴ء	جلد ۲۲

مدینۃ المسیح

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے متعلق ۱۱ ستمبر بوقت چار بجے بعد دوپہر کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے کہ حضور کی صحت خدا تعالےٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دیگر افراد بھی بخیر و عافیت ہیں ؎

۱۰ ستمبر بعد نماز عشاء مسجد اقصےٰ میں شیخ اصغر علی صاحب پنشنر نے ذکر حبیب پر تقریر کی ؎

چندہ جلسہ سالانہ کے لئے محلہ وار کمیٹیاں سرگرمی سے کام لے رہی ہیں۔ ہر محلہ میں سے کئی اصحاب نے مقررہ شرح سے زیادہ اور یکمشت چندہ دینے والوں میں نام لکھائے ہیں ؎

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

آسمانی اور زمینی بلاؤں کے نازل ہونے کی وجہ

(فرمودہ ۱۳ ستمبر ۱۹۰۵ء)

"جو بات الہام سے ہم کو معلوم ہوئی ہے۔ وہ یہی ہے۔ کہ اس زمانہ کے لئے دن خیر کے نہیں ہیں اور یہ سچ ہے۔ کہ اگر خدا ان بلاؤں کو نازل نہ کرے۔ تو پھر دین کی خیر نہیں تین قسم کے لوگ ہیں۔ خواص۔ اوسط درجہ کے لوگ اور عوام۔ خواص تو دہریہ مذہب بن رہے ہیں۔ ان کو دین کی کچھ پروا نہیں۔ بلکہ دین پر ہنسی ٹھٹھا کرتے ہیں۔ اوسط درجہ کے لوگ خواص کے تابع ہیں۔ عوام مثل وحشیوں کے ہیں۔ تمام دنیا کی حالت اسوقت بگڑی ہوئی ہے۔ مقدمہ والے ہیں۔ تو جھوٹے گواہوں کے بنانے میں مصروف ہیں۔ زمیندار ہے۔ تو شریعت کو چھوڑ بیٹھا ہے۔ ملازم ہے تو اپنی ملازمت کے حقوق ادا نہیں کرتا۔ تاجر ہے تو اپنی تجارت میں تمام قسم کے دھوکوں میں مصروف ہے۔ جب تک لوگ تقوےٰ اختیار نہیں کریں گے۔ خدا ہرگز ان پر راضی نہ ہوگا۔ اور نہ یہ بلائیں ان کے سر سے ٹلیں گی"۔

(الحکم ۱۷ ستمبر ۱۹۰۵ء)

تبلیغی رپورٹیں

ہندوستان کے مختلف مقامات میں تبلیغ احمدیت

بسی کرت پور میں تبلیغ

مرزا محمد صدیق بیگ صاحب بسی کرت پور سے لکھتے ہیں کہ مولوی محمد نذیر صاحب ملتانی ۱۵ ر اگست یہاں پہونچے۔ ۱۶ ر کی شام کو وفات مسیح پر ان کے لیکچر کا اعلان کیا گیا جس سے دو گھنٹہ قبل ایک مقامی آنریری مجسٹریٹ صاحب نے مجھے بلا کر کہا۔ کہ میں بحیثیت مجسٹریٹ حکم دیتا ہوں۔ کہ جلسہ نہ کیا جائے مگر جب میں نے تحریری آرڈر کا مطالبہ کیا۔ تو چپ ہو گئے۔ جس جگہ لیکچر کا انتظام تھا۔ اس کے مالک نے بھی عین وقت پر رکاوٹ ڈال دی۔ اور دوسری جگہ جلدی میں انتظام کیا گیا۔ غیر احمدیوں نے تمام رستوں پر پکٹنگ کیا۔ اور لوگوں کو جلسہ میں آنے سے روک دیا۔ تاہم بعض لوگ ایسی جگہ بیٹھے تھے۔ کہ آواز ان تک پہونچ سکتی تھی۔ اس لئے ایک گھنٹہ تقریر کی گئی۔ دوسرے روز بعض معززین سے ملکر ان کو تبلیغ کی گئی ؛:

غیر احمدیوں نے آٹھ مولوی بلائے۔ مگر مباحثہ کی کسی کو جرأت نہ ہوئی۔ اور بے معنی شرائط کی آڑ میں اس تلخ پیالہ کو ٹال دیا۔ اور مساجد میں وعظ کرتے رہے۔ اپنی ایک مجلس میں چالیس منٹ اعتراضات کے جواب دینے کے لئے دیئے۔ مولوی محمد نذیر صاحب نے مدلل جواب دیئے۔ اور عمدگی کے ساتھ ان کے اعتراضات کو رد کیا۔ اس کے بعد پھر ایک مولوی صاحب نے اعتراضات کئے۔ جن کے جواب کے لئے صدر نے باوجود وعدہ کے وقت نہ دیا۔ القصہ قصبہ میں خوب تبلیغ کی گئی۔ مخالفین کی تنگ دلانہ شرارتوں کو شریف طبقہ نے سخت ناپسند کیا ؛:

ٹیری (کوہاٹ) میں غیر احمدیوں کا مناظرہ سے فرار

رکن دین صاحب ٹیری ضلع کوہاٹ سے لکھتے ہیں۔ کہ نواب صاحب نے مولوی چراغ الدین صاحب مبلغ کے یہاں آنے پر انہیں اپنے ہاں بلایا۔ اور طے کیا۔ کہ پہلے سیرت نبوی پر جلسہ کر کے تقریریں کی جائیں۔ بعدہٗ غیر مبائعین۔ اور غیر احمدیوں سے علی الترتیب مناظرے ہوں۔ لیکن مع لویو کے زور دینے پر وہ مناظرہ نہ کر سکے۔ بعض دوستوں کو فرداً فرداً تبلیغ کی گئی۔

فتح پور میں تبلیغ

مرزا محمد حسین صاحب فتح پور ضلع گجرات سے لکھتے ہیں کہ ماسٹر نظام الدین صاحب کوٹلی نے یہاں آکر بہت اشتعال انگیز تقریریں کیں لیکن مناظرہ پر آمادہ نہ ہوا۔ ۲۲ ر اگست کی شام کو مولوی محمد عبد اللہ صاحب اعجاز۔ مولوی محمد اشرف صاحب اور ماسٹر محمد شریف صاحب یہاں آئے جلسہ کیا گیا۔ مولوی صاحب نے ماسٹر نظام الدین صاحب کے اعتراضات کے مدلل و مسکت جواب دیئے۔ لوگوں نے محسوس کیا۔ کہ ان کے نمائندہ کو زک ہوئی ہے ماسٹر نظام الدین صاحب کی طرف سے ایک صاحب نے مناظرہ کا چیلنج دیا۔ جو منظور کر لیا گیا ؛:

چانگریاں میں تربیت

غلام رسول صاحب چانگریاں سے لکھتے ہیں۔ کہ مولوی دل محمد صاحب یہاں آئے۔ اور انصار اللہ کو بیدار کرنے کے لئے وعظ و نصیحت کرتے رہے۔ نیز بقایاجات کی ادائیگی کی طرف بھی دوستوں کو متوجہ کیا۔ ایک تقریر اس جگہ اور دو نواحی دیہات میں کیں جو بہت پسند کی گئیں۔ بعض سوالات کے جواب بھی دیئے لوگوں پر اچھا اثر ہے

نواح بھا کا بھٹیاں میں تقریریں

سیکرٹری تبلیغ بھا کا بھٹیاں لکھتے ہیں ۱۸۰ ر اگست تک محمد عبد اللہ صاحب مولوی فاضل اور ماسٹر غلام محمد صاحب یہاں لگے روز ایک قریبی گاؤں میں جا کر انفرادی تبلیغ کی۔ اور ایک اور گاؤں میں غیر احمدی صاحب کی خواہش کے مطابق اسلام اور آریہ مذہب پر تقریر کی۔ آریہ بھی شریک تھے۔ یہ تقریر بہت پسند کی گئی۔ اور بھی بعض تقریریں کیں۔ جن کا خدا کے فضل سے اچھا اثر ہوا ؛:

ڈیرہ غازیخاں میں تبلیغ

محمد افضل خان صاحب ڈیرہ غازی خان سے لکھتے ہیں۔ کہ ۲۳ ر اگست مولوی عبد الرحمٰن صاحب یہاں آئے۔ ایک محلہ میں جہاں زیادہ تر شرفاء آباد ہیں۔ ملاقاتوں کے ذریعہ تبلیغ کی گئی قریشی عبد المجید صاحب سب انسپکٹر پولیس کی دعوت پر یہاں بہت سے لوگوں کا مجمع ہو گیا۔ جنہیں مولوی صاحب نے تبلیغ کی مخالفت بھی شروع ہو گئی ہے۔ ہمارے خلاف بہت زہر اگلا جا رہا ہے ؛:

لودھی ننگل میں غیر احمدیوں کا فرار

مولوی کرم دین صاحب لودھی ننگل سے لکھتے ہیں۔ یکم ستمبر غیر احمدیوں نے ہمارے خلاف تقریریں کیں۔ مولوی علی محمد صاحب اجمیری اور مہاشہ محمد عمر صاحب قادیان سے آئے۔ تو مخالف مولوی چلے گئے۔ آخر ہم نے جلسہ کر کے ان کے اعتراضات کے جواب دیئے ؛:

چنیوٹ میں تبلیغ

مولوی رمضان علی صاحب چنیوٹ سے لکھتے ہیں۔ یہاں سلسلۂ تبلیغ جاری ہے۔ انفرادی ملاقاتیں کی جاتی ہیں جہاں تبادلۂ خیالات بھی ہوتا رہتا ہے۔ بعض دوست اپنے گھروں پر بلا کر تبلیغ کراتے ہیں۔ بعض رؤسا دلچسپی سے سنتے ہیں مضافات میں بھی تبلیغ کا کام جاری ہے ؛:

مولوی کرم دین صاحب ساکن بھین سے مناظرہ

مولوی نور محمد صاحب چکوال سے لکھتے ہیں کہ میں ارد گرد کے دیہات میں تبلیغی دورہ کرتا ہوا ایک روز موضع بھین پہونچا۔ اور وہاں مولوی کرم الدین صاحب سے دو مناظرے کئے۔ ایک ختم نبوت پر اور دوسرا صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر۔ اللہ تعالےٰ کے فضل سے مولوی صاحب مبہوت ہو گئے۔ جب اپنی علمیت کی شیخی مارنے لگے۔ تو میں نے کہا۔ صداقت رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم پر ایک مضمون بزبان عربی میں لکھتا ہوں۔ ایک آپ لکھیں۔ اس سے آپ کی علمیت کا پتہ لگ جائے گا۔ مگر وہ اس کے لئے آمادہ نہ ہوئے ؛:

چک نمبر ۴۹ میں تبلیغ

مولوی محمد اسمٰعیل صاحب چک ۴۹ ضلع شیخوپورہ سے لکھتے ہیں۔ کہ روزانہ اہل دیہہ کو تبلیغ کی جاتی ہے بعض لوگ احمدیت کے قریب ہیں ایک عیسائی پادری کو گاؤں والوں نے مناظرہ کے لئے آمادہ کرنا چاہا مگر وہ انکار کر گیا کئی ایک قریبی گاؤں میں بھی جا کر تبلیغ کی جاتی ہے ؛:

پیشکش نیاز

مندرجہ ذیل نظم صاحبزادہ حافظ مرزا ناصر احمد صاحب کی خدمت میں دہلی کے اسٹیشن پر پیش کی گئی :-

اے نبیرہ مہدی مسعود — قرۃ العین حضرت محمودؓ
متقی باحیا و عالی وقار — ابن ابن مسیحؑ والا تبار
فاضل و حافظ قرآن مجید — عامل و عاشق کلام حمید
اے یکے از نشانہائے قدیر — جلوہ از جمال رب بشیر
مرحبا۔ فخر آل فارسیاں — راحت قلب جملہ احمدیاں
آپ کے ساتھ آپ کے ہیں رفیق — نیرزائے سعید شاب لئیق
ہو مبارک یہ عزم انگلستاں — رب احمد ہو آپ کا نگران
نیر زا ایک سے ہزار ہوئے — نصرت حق سے کامگار ہوئے
اب تو دشمن بھی آئینہ سا ہیں — چاہتے کیا تھے دیکھتے کیا ہیں
از شما طالب عطا ہستم — یعنی من سائل دعا ہستم
من دعا گو نیاز صحرائی — بسلامت روی و باز آئی

محتاج دعا۔ عاجز خادم حسین نیاز۔ احمدی۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

نمبر ۳۳ | قادیان دارالامان مورخہ ۲ جمادی الثانی ۱۳۵۳ھ | جلد ۲۲

پلول کے واقعہ کے متعلق حکّام کا افسوسناک رویہ

حکّام کی تردید میں ایک آریہ اخبار کا بیان

یہ افسوس کی بات ہے۔ کہ بعض سرکاری ملازم جو اپنی نادانی یا شرارت سے اس قسم کی حرکات کے مرتکب ہوتے ہیں جن کی وجہ سے ملک میں فتنہ و فساد پیدا ہو سکتا۔ اور بے چینی پھیل سکتی ہے۔ ان کو مناسب سزا دینے اور ان کی شرارت کا عمدگی سے تدارک کرنے کی بجائے معاملہ کو گو مگو میں ڈالنے کی کوشش کی جاتی۔ اور ٹال مٹول کر کے یہ خیال کر لیا جاتا ہے۔ کہ جن لوگوں کے نہایت نازک جذبات کو ٹھیس لگائی گئی ہے۔ اور جنہوں نے قانون کا احترام اور پابندی کرتے ہوئے آئینی طور پر اپنی شکایت پیش کر کے اس کے ازالہ کا مطالبہ کیا ہے۔ وہ مطمئن ہو جائیں گے۔ حالانکہ یہ درست نہیں ہوتا۔ اس قسم کی افسوسناک مثال کے طور پر وہ تازہ واقعہ پیش کیا جا سکتا ہے۔ جو پلول کے ہندو وٹرنری ڈاکٹر اور سکھ وٹرنری سپرنٹنڈنٹ سے تعلق رکھتا ہے۔ اور جو یہ ہے۔ کہ اپنے ہسپتال کے گدھے کا نام برہمن ڈاکٹر نے سکھ سپرنٹنڈنٹ کے ایما سے "احمد" رکھ دیا۔ چونکہ "احمد" رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا صفاتی نام ہے۔ اس لئے مسلمان اسے نہایت ہی مقدس سمجھتے ہیں۔ اور اس کی تحقیر ان کے جذبات کو سخت صدمہ پہنچانے والی اور ان کے قلوب کو بے حد مجروح کرنے والی ہے۔ چنانچہ جب اس شرارت کا ان کو علم ہوا تو انہوں نے اس کے خلاف اخبارات اور جلسوں کے ذریعہ غم و غصہ کا اظہار کیا اور حکام بالا سے مطالبہ کیا۔ کہ اس شرارت کا ارتکاب کرنے والوں کو عبرت ناک سزا دیجائے۔

اس پر چاہیئے تو یہ تھا۔ کہ اس بارے میں تحقیقات کر کے فوراً اصل حالات شائع کر دیئے جاتے۔ اور پھر ان کے مطابق ضروری کارروائی کی جاتی۔ لیکن تعجب ہے۔ کہ پنجاب کے ایک سرے سے لے کر دوسرے سرے تک بلکہ بیرون پنجاب کے مسلمانوں میں بھی بے چینی اور اضطراب پیدا ہو جانے کے باوجود حکومت پنجاب کا محکمہ اطلاعات بالکل خاموش رہا۔ اور اس نے ایسے اہم معاملہ کے متعلق اتنا بتانے کی تکلیف بھی گوارا نہ کی۔ کہ اصل بات کیا ہے۔ حالانکہ وہ معمولی معمولی معاملات کے متعلق اعلانات کرتا رہتا ہے۔ پھر محکمہ متعلقہ کے اعلےٰ حکّام نے بھی مسلمانوں کی عام صدائے احتجاج کی کوئی پروا نہ کی۔ البتہ ڈائرکٹر وٹرنری سروسز پنجاب کے ایک کلرک نے بڑی مہربانی سے اوقاف کمیٹی پلول کے صدر کو ایک چٹھی کے ذریعہ یہ جواب دیدیا۔ کہ

"پلول کے وٹرنری اسسٹنٹ اور سپرنٹنڈنٹ سرکل کے خلاف جو شکایت مسلمانوں کو پیدا ہوئی تھی۔ وہ محض ایک غلط فہمی کا نتیجہ تھی۔ گدھے کا نام واقعی رکھا گیا تھا۔ لیکن اس کے سمجھنے میں مسلمانوں کو غلطی ہوئی۔ یعنی اس کا نام دراصل "احمق" تھا جسے احمد سمجھ لیا گیا"۔

اس کے بعد جب پنجاب کونسل کے ایک ممبر نے وزیر زراعت کو اس معاملہ کی طرف توجہ دلائی۔ تو وزیر موصوف نے یہ جواب دیا "مجھے کامل یقین ہے۔ کہ آپ کو معلوم ہو گیا ہوگا۔ کہ گدھے کے نام کے متعلق صرف ایک غلط فہمی تھی۔ گدھے کا نام "احمق" تھا۔ اب اس کا نام تبدیل کر کے "بہادر" رکھ دیا گیا ہے"۔

ادھر اس جواب کا قطعاً غیر تسلی بخش ہونا اور مسلمانان پلول کا اس کی تردید کرتے ہوئے اس بات پر زور دینا کہ گدھے کا یقیناً وہی نام رکھا گیا تھا جس کے خلاف انہوں نے اور دوسرے مسلمانوں نے صدائے احتجاج بلند کی ہے۔ اور ادھر غیر مسلم اخبارات کا اس بارے میں بالکل خاموشی اختیار کر لینا۔ اور وٹرنری ڈاکٹر اور سپرنٹنڈنٹ کی حمایت میں ایک لفظ تک کہنے کی جرأت نہ کرنا ایک خاص بات تھی۔ اور ممکن نہ تھا۔ کہ مسلمانوں کے ہیجان و اضطراب میں سکون پیدا ہو سکتا۔ مگر حکام نے چند غیر تسلی بخش الفاظ لکھ کر سمجھ لیا۔ کہ وہ اپنے فرض سے سبکدوش ہو چکے ہیں۔ اور اب انہیں مسلمانوں کے اطمینان کے لئے کچھ کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

ذیل میں ایک آریہ اخبار کے حوالہ سے جس نے اس بارے میں اپنے طور پر معلومات حاصل کرنے کی کوشش کی چند سطور پیش کی جاتی ہیں۔ وزارت زراعت اور محکمہ ڈائرکٹر وٹرنری سروسز پنجاب غور کرے۔ کہ ان حالات میں ان کے جوابات کیا وقعت رکھتے ہیں اور وہ کیونکر مسلمانوں کے لئے قابل تسلی ہو سکتے ہیں۔

اخبار "آریہ گزٹ" (۲ ستمبر) میں "مسلمانوں نے بات کا بتنگڑ بنا دیا" کے عنوان سے ایڈیٹر "آریہ گزٹ" کے نام کا ایک مکتوب شائع ہوا ہے جس میں لکھا ہے:۔

"آپ کی چٹھی کے اُتر میں نویدن ہے۔ کہ ۲۷ جولائی کو صاحب ڈپٹی کمشنر صاحب بہادر نے مویشی شفاخانہ کا معائنہ فرمایا۔ شفاخانے میں ایک گھوڑا اور ایک گدھا نسل بڑھانے کے لئے رکھے گئے ہیں۔ صاحب ممدوح نے ان دونوں کے حالات انچارج شفاخانہ سے دریافت فرمائے۔ گھوڑے کی نسل وغیرہ اور اس کا نام پوچھا۔ نیز گدھے کے حالات دریافت فرمائے۔ انچارج شفاخانہ نے گھوڑے کا نام "فیروز عرب" اور گدھے کا نام احمد بتایا۔ اور بتایا۔ کہ گدھے کا ابھی تک سپرنٹنڈنٹ کے دفتر سے کوئی سرٹیفکیٹ نہیں آیا ہے۔ مسلمانوں کو گدھے کا نام احمد معلوم ہوا۔ تو انہوں نے اس کے خلاف ایک طوفان پیدا کر دیا۔ دراصل ہندو ڈاکٹر کو پتہ نہیں تھا۔ کہ احمد حضرت محمد صاحب کا دوسرا نام ہے"۔

ان سطور سے جو کسی ہندو نے ہندو ڈاکٹر کی حمایت میں ہندو اخبار کو لکھی ہیں۔ ظاہر ہے۔ کہ فی الواقعہ گدھے کا وہ نام رکھا گیا۔ جس کے متعلق مسلمانوں کو شکایت پیدا ہوئی۔ اور یہ بھی ثابت ہے۔ کہ مسلمانوں کو اس بارے میں قطعاً کسی قسم کی غلط فہمی نہ ہوئی۔ پھر نہ معلوم ڈائرکٹر وٹرنری سروسز پنجاب کے دفتر سے یہ جواب کس بنا پر دیا گیا۔ کہ "پلول کے وٹرنری اسسٹنٹ اور سپرنٹنڈنٹ سرکل کے خلاف جو شکایت مسلمانوں کو پیدا ہوئی تھی۔ وہ محض ایک غلط فہمی کا نتیجہ تھی"۔ اور کیوں یہ لکھا گیا۔ کہ "نام دراصل "احمق" تھا جسے "احمد" سمجھ لیا گیا"۔ اسی قسم کا جواب وزیر زراعت نے دیا۔ ایسے اہم محکموں کا یہ طریق عمل جس قدر افسوسناک ہے۔ اس کے متعلق کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔ انہوں نے ایک ہندو ڈاکٹر۔ اور ایک سکھ سپرنٹنڈنٹ کو تو بے قصور قرار دیا۔ مگر مسلمانوں کو غلط فہمی کا شکار بنایا۔ پھر مسلمانوں کی سخت دل آزاری کرنے والے فتنہ پردازوں کی تو حمایت کی گئی۔ لیکن آئینی طور پر مناسب کارروائی کرنے کا مطالبہ کرنے والوں کو جھٹلایا گیا۔ اور سب سے بڑا تیر یہ مارا۔ کہ ہندو ڈاکٹر کو وہاں سے تبدیل کر دیا۔ اگر یہ مان بھی لیا جائے۔ کہ ہندو ڈاکٹر کو پتہ نہیں تھا۔ کہ احمد حضرت محمد صاحب کا

دُوسرا نام ہے" تو بھی اس کے جُرم میں کوئی کمی نہیں آسکتی۔ یہی وجہ معلُوم ہوتی ہے۔ کہ اعلےٰ حکام نے اس بات کو اس کی بریت میں پیش نہیں کیا۔ بلکہ اس کا ذکر تک کرنا مناسب نہیں سمجھا۔ پس اگر نادانی اور جہالت کی وجہ سے ہی ڈاکٹر اور سپرنٹنڈنٹ مُسلمانوں کی دل آزادی کے مرتکب ہُوئے تو بھی وُہ مجرم ہیں۔ اور ضروری ہے۔ کہ ان کے متعلق مناسب کارروائی کی جائے۔ تاکہ آئندہ کے متعلق اس قسم کی شرارت کا امکان نہ رہے۔ اور مسلمانوں کے جذبات میں سکون پیدا ہو۔

اس قسم کے حالات میں جب بھی مناسب کارروائی کرنے میں توقف کیا گیا ہے۔ کوئی نہ کوئی ناگوار واقعہ ظہُور پذیر ہوگیا ہے۔ اب بھی ایک نوجوان کو اس بنا پر سزا دینے کی خبر شائع ہُوئی ہے۔ کہ وُہ وٹرنری ڈاکٹر سے انتقام لینے کی نیت سے آیا تھا۔ ہم جہاں مُسلمانوں سے یہ کہنا چاہتے ہیں کہ انہیں کوئی شخص آئین کو اپنے ہاتھ میں لینے کی کوشش نہ کرے وہاں ہم حکومت کو بھی توجہ دلاتے ہیں۔ کہ وُہ تساہل سے کام نہ لے۔ اور مجرموں کو قرار واقعی سزا دے ؛۔

مُسلمان اور شُدھی

شردھانند میموریل ٹرسٹ کی یکسالہ رپورٹ کے بعض اقتباسات سے جو اخبارات میں شائع ہوئے ہیں معلوم ہُوا ہے۔ کہ یہ ٹرسٹ جو ہندُو مہاسبھا کی ایک شاخ ہے۔ شدھی کے متعلق بہت سرگرمی سے کام کر رہا ہے۔ اور کئی ایک والیانِ ریاست اور قومی لیڈروں کی امداد اسے حاصل ہے۔ اس کے مقابلہ میں جہاں مسلمان والیان ریاست کا رویہ افسوسناک ہے۔ وہاں علمائے اسلام بھی غفلت میں پڑے سوتے ہیں۔ غیر مسلموں کو اسلام میں داخل کرنا۔ اور ان کی تعلیم و تربیت کا انتظام کرکے انہیں اسلام کی حقیقی رُوح سے واقف کرنا تو الگ رہا مسلمان کہلانے والوں کو مرتد ہونے سے بچانے کی بھی انہیں کوئی فکر نہیں۔ کیونکہ وُہ صرف آپس میں دست و گریباں ہونا۔ اور کفر کے فتوے شائع کرنا اپنا فرض سمجھتے ہیں۔ حتیٰ کہ جماعت احمدیہ جو ہندوستان اور بیرونِ ہند میں خدا تعالےٰ کے فضل سے اشاعت اسلام کا فرض نہایت عمدگی۔ اور کامیابی کے ساتھ ادا کر رہی ہے اس کے متعلق یہ شائع کرتے ہُوئے بھی ذرا نہیں شرماتے۔ کہ جو شخص کسی احمدی کے ذریعہ مُسلمان ہوتا ہے۔ وُہ کفر کی حالت سے بھی بدتر حالت اختیار کرتا ہے۔ کاش خدا تعالیٰ ان لوگوں کی آنکھیں کھولے۔ اور یہ اگر مخالفین اسلام کا مقابلہ کرنے کے لئے ایک مرکز پر متحد نہیں ہو سکتے۔ تو آپس میں تصادم کئے بغیر اپنے اپنے رنگ میں اشاعت وحفاظت اسلام کا کام کرتے رہیں ؛۔

گاندھی جی اور ہندُو

گاندھی جی نے مندروں میں اچھوتوں کے داخلہ کی جدوجہد ایک تو اس لئے شروع کی تھی۔ کہ اچھوت اقوام ہندُوؤں سے علٰحدگی اختیار نہ کریں بلکہ انہی میں مدغم ہو جائیں لیکن ایک اور وجہ راجا بہادر کرشنا ماچاریا نے مدراس میل میں بیان کی ہے۔ جو یہ ہے۔ کہ گاندھی جی جینی ہیں۔ اور جینیوں کو کسی طرح بھی ہندُو قرار نہیں دیا جاسکتا۔ کیونکہ یہ فرقہ ہندُو دھرم کے خلاف بغاوت کرنے سے پیدا ہُوا تھا۔ ہندُو ویدوں کو آسمانی کتاب سمجھتے ہیں۔ اور جینی ان کو مانتے ہی نہیں۔ اس کے علاوہ جینی کبھی ہندُوؤں کے مندروں میں پوجا نہیں کرتے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ گاندھی جی ہندُوؤں کے مندروں کا احترام نہیں کرتے۔ اور ان میں اچھوتوں کو داخل کرکے ناپاک کرنے کی کوشش کرتے ہیں پس یہ شخص ہندُو نہیں بلکہ ہندُو دھرم کا دشمن ہے۔

اس قدر مذہبی اختلاف اور اس قسم کے رویہ کے باوجُود ہندُوؤں نے گاندھی جی کو سیاسیات میں جس طرح اپنا نمائندہ بنا رکھا ہے۔ اس سے مسلمانوں کو سبق حاصل کرنا چاہیئے۔ اور وُہ لوگ جو اختلاف عقائد کو سیاسی و ملکی معاملات میں حائل کرنا چاہتے ہیں۔ ان کی نادانی۔ اور جہالت پر ماتم کرنا چاہیئے ؛۔

یوسف شاہی پارٹی کی ناکامی

میر واعظ یوسف شاہ صاحب نے ایک عرصے سے کشمیر میں جو فتنہ انگیزی شروع کر رکھی ہے۔ اور مسلمانوں کے مفاد کو نقصان پہونچانے کے لئے جو تگ و دو جاری کی ہُوئی ہے۔ اس کا خمیازہ ان کو اور ان کی پارٹی کو اس وقت مل گیا جب اسمبلی کے انتخاب کا نتیجہ نکلا۔ اور جس میں انتہائی زور صرف کرنے کے باوجود سر گرمی کے ان کی پارٹی کا ایک نمائندہ بھی کامیاب نہ ہو سکا۔ اس کے مقابلہ میں جن لوگوں کو میر واعظ صاحب اور ان کا اخبار غداران وطن کہتا ہُوا قرار انہیں فرماتا تھا۔ جن پر طرح طرح کے الزام لگاتا تھا۔ اور مسلمانوں کو تباہ و برباد کرنے والے قرار دیتا تھا۔ ان کے تمام کے تمام نمائندے کامیاب ہوگئے اور ووٹوں کی کافی زیادتی کے ساتھ کامیاب ہوئے ؛۔

اس طرح میر واعظ صاحب کا یہ دعوےٰ بھی بالکل باطل ہوگیا۔ کہ مسلمانانِ کشمیر کے حقوق کے محافظ۔ اور ان کے حقیقی نمائندے وُہ اور برعکس نہند نام زنگی کافور ان کی آزاد پارٹی ہے ؛۔

ہم کامیاب ہونے والے اصحاب کو تہ دل سے مبارکباد کہتے۔ اور اُمید رکھتے ہیں کہ قوم نے ان کو اپنا نمائندہ منتخب کرکے ان کے متعلق اپنے جس اعتماد کا اظہار کیا ہے۔ اس کا وُہ اپنے آپ کو پورا پورا مستحق ثابت کریں گے۔ اور انتہائی سرگرمی کے ساتھ متحدہ طور پر ملک و قوم کی خدمات بجا لائینگے

آریوں کی فتنہ انگیزی

حال میں مدراس کے متعلق جو یہ خبر پہونچی تھی۔ کہ وہاں ہندُو مسلم فساد ہوگیا اور جس میں ایک مسلمان قتل اور کئی سخت زخمی ہُوئے تھے۔ اس کی تحقیقات کے دوران میں مدراس آریہ سماج کے سکرٹری اور ایک اور آریہ کو پولیس نے گرفتار کرلیا ہے۔ یہ تو عدالت میں ہی ثابت ہوگا۔ کہ ماخوذین نے کس حد تک اس فساد میں حصہ لیا۔ لیکن اس میں تو شک نہیں کہ آریہ سماجیوں کی چیرہ دستیاں روز بروز بڑھتی جا رہی ہیں اور جہاں مسلمان تعداد میں قلیل اور مالی لحاظ سے کمزور ہیں۔ وہاں ان پر ہر قسم کا تشدد اور ظلم کرنے سے دریغ نہیں کیا جاتا۔ مسلمانان مدراس ایک ایسی کتاب کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرنے کے لئے جلسہ کر رہے تھے جس میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے حالات زندگی غلط پیرایہ میں بیان کئے گئے تھے۔ اور آپ کی ذات پر دلآزار حملے کئے گئے تھے۔ یہ کتاب کسی عیسائی نے لکھی ہے۔ لیکن آریوں نے مسلمانوں کے جلسے کے قریب ہی اپنا جلسہ شروع کرکے فساد کی بنیاد رکھ دی اور آخر خونریزی تک نوبت پہونچا دی ؛۔

حکومت مدراس کو چاہیئے۔ کہ مظلوم مُسلمانوں کی پوری طرح دادرسی کرے اور مجرموں کو قرار واقعی سزا دے ؛۔

بے جا پابندی

ہمیں یہ معلوم کرکے بے حد افسوس ہوُا۔ کہ ریاست جموں و کشمیر کے بعض مسلمان سیاسی لیڈروں کو جنہیں قید وغیرہ کی سزا بھگتنی پڑی عادی مجرموں کی فہرست میں شمار کیا جاتا اور رجسٹر نمبر ۱۰ میں درج کر رکھا ہے مثلاً مولوی عبدالکریم صاحب سکنہ کوٹ قند وخان متصل میرپور جنہیں زیر دفعہ ۱۰۸ چھ ماہ قید اور ایک سو روپیہ جرمانہ کی سزا دی گئی تھی۔ اور جو عدالت عالیہ میں چار ماہ قید اور ۲۵ روپیہ جرمانہ رہ گئی تھی انہیں رہائی کے بعد نمبر ۱۰ میں درج کر لیا گیا اور اب تک ایسا سلوک کیا جاتا ہے جو اخلاقی مجرموں سے کیا جاتا ہے۔ بے شک وُہ سیاسیات میں حصہ لینے کی وجہ

اسلام پر اعتراضات کے جواب

مسئلہ طلاق پر "پرکاش" کا بے جا اعتراض اور اس کا جواب

مسئلہ طلاق اور آریہ

آریوں میں اسلام کے متعلق جو بے جا تعصب اور عناد پایا جاتا ہے۔ اس کا اظہار وہ اسلامی مسائل پر لغو اور بے ہودہ اعتراضات کی شکل میں کرتے رہتے ہیں۔ مثلاً طلاق کا مسئلہ تمدنی لحاظ سے ایک نہایت اہم اور ضروری مسئلہ ہے۔ اور خود ہندو اس کی سخت ضرورت تسلیم کر رہے ہیں۔ اور حکومت کے ذریعہ اس کے متعلق قانون بنوانے کی جدوجہد میں معروف ہیں۔ مگر آریہ اخبارات اس کی آڑ میں اسلام کے خلاف آئے دن فضول اعتراضات کرتے رہتے ہیں۔ اور یہ ظاہر کرنا چاہتے ہیں کہ گویا اسلام میں اجازت ہے۔ کہ مرد بلا کسی روک یا ہچکچاہٹ کے جب چاہے کان سے پکڑ کر عورت کو گھر سے نکال دے۔ اور اس قدر صریح ظلم کے متعلق اس سے کسی قسم کی باز پرس نہ کی جائے حالانکہ طلاق کا قطعاً یہ مفہوم نہیں۔ بلکہ اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ میاں بیوی میں جب کسی وجہ سے انتہائی کوشش کے باوجود نباہ نہ ہو سکے۔ خانگی آرام و آسائش کے بجائے ہر وقت کی لڑائی جھگڑے اور تو تو میں میں سے تلخی اور پریشانی پیدا ہو رہی ہو۔ اور مصالحت کی تمام کوششیں ناکام رہیں۔ تو تمام عمر اسی ہم پیچ میں گذارنے اور حالات کو بد سے بدتر بناتے رہنے کی بجائے بہتر ہے۔ کہ ایک دوسرے سے علیحدگی اختیار کر لی جائے۔ اور اپنے لئے کوئی آرام و اطمینان کی صورت پیدا کرنے کی کوشش کی جائے۔ اس قسم کی علیحدگی کا حق صرف مرد کو ہی نہیں۔ جس کا نام طلاق ہے۔ بلکہ عورت کے لئے بھی اسلام نے خلع کا حق رکھا ہے۔ جس طرح بیوی کو اپنے لئے موزوں نہ دیکھتے ہوئے۔ اور اس کے ساتھ اپنا نباہ ناممکن سمجھتے ہوئے مرد اسے طلاق دے سکتا ہے۔ اسی طرح عورت کو بھی حق ہے کہ اگر وہ کسی وجہ سے مرد کے ساتھ گذارہ نہ کر سکے۔ تو وہ اپنے معاملہ کو محکمہ قضا میں پیش کر کے علیحدگی حاصل کرے ؎

آریوں کی غلط فہمی

غور فرمایئے کیسی پاکیزہ اور سوسائٹی کی تلخیوں کو دور کر کے زندگی کو خوشگوار اور آرام دہ بنانے کے لئے کتنی اعلےٰ درجہ کی تعلیم ہے۔ لیکن افسوس ہے۔ کہ آریہ صاحبان عمداً اس مسئلہ کو غلط رنگ میں پیش کر کے اسلام کے متعلق نفرت و حقارت پیدا کرنے کی ناپاک حرکت کا ارتکاب کرتے رہتے ہیں۔ اور ان کے اخبارات حقیقت سے اغماض کر کے اپنی قوم کو اس غلط فہمی میں مبتلا رکھنے میں معروف نظر آتے ہیں۔ کہ اسلامی طلاق صرف یہی ہے۔ کہ مرد جب چاہے عورت کو گھر سے نکال دے۔ لیکن عورت کو کوئی حق نہیں۔ کہ ظلم و ستم کرنے والے مرد کے پنجہ سے نجات حاصل کر سکے

"پرکاش" کا اعتراض

اخبار "اہلحدیث" امرتسر کے ایک تازہ پرچہ میں جب یہ فتویٰ شائع ہوا۔ کہ "ایک مسلمان اپنی صالحہ بیوی کو بھی بلا قصور صرف بوجہ بدصورتی طلاق دے سکتا ہے۔ کیونکہ جب وہ اس کی شکل کو دیکھتا ہے تو اس کی طبیعت اس کی طرف مائل ہو کر سکون حاصل نہیں کرتی اور اس سے نکاح کی اصل غرض حاصل نہیں ہوتی"۔ تو آریہ اخبار "پرکاش" ۹ ستمبر ۳۴ء نے اس کے متعلق لکھا۔

"ہم نے مانا کہ ایک بدشکل عورت کو ایک مسلمان طلاق دے سکتا ہے۔ لیکن کیا ایک خوبصورت مسلمان عورت کو بھی یہ حق حاصل ہے۔ کہ وہ اپنے بدشکل خاوند کو جس نے تو سے پر ڈگری کرائی ہو۔ طلاق دیدے۔ اور طلاق کے لئے یہ عذر تراش لے۔ کہ چونکہ میری طبیعت نہ ہی اس کی طرف مائل ہوتی ہے۔ اور نہ ہی اسے دیکھ کر مجھے سکون حاصل ہوتا ہے۔ اس لئے میں اپنا کوئی حسب پسند جوڑا تلاش کرنا چاہتی ہوں۔ اور اپنی ساری زندگی کو ایک بدشکل مسلمان سے بسر کر کے تباہ کرنا نہیں چاہتی"

"پرکاش" کو جواب

"پرکاش" کو معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ اسلام نے عورت کو بھی یہ حق دیا ہے۔ کہ اگر وہ اپنے خاوند کو بدشکل سمجھے۔ اور اس کے ساتھ گزارہ نہ کر سکے۔ تو علیحدگی کے متعلق اجازت حاصل کر سکتی ہے۔ اس قسم کی ایک واضح مثال رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ زندگی کی موجود ہے۔ چنانچہ آتا ہے۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس ایک عورت آئی۔ اور اس نے آ کر کہا۔ یا رسول اللہ میں اپنے خاوند میں دینی یا دنیوی لحاظ سے کوئی نقص نہیں دیکھتی۔ اور نہ ہی اس پر کسی قسم کا اعتراض کر سکتی ہوں۔ لیکن میرے دل میں اس کی محبت نہیں۔ اس لئے میں اس سے علیحدگی چاہتی ہوں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا۔ تمہیں مہر میں جو باغ اس نے دے رکھا ہے۔ وہ اسے واپس کر دو۔ اور علیحدہ ہو جاؤ۔ اس نے اسی طرح کیا (نیل الاوطار کتاب الطلاق) اس سے ثابت ہے۔ کہ اسلام نے ناپسندیدگی کی صورت میں عورت کو بھی یہ حق دیا ہے۔ کہ وہ بذریعہ خلع علیحدگی اختیار کرے۔ تاکہ خلاف مرضی مجبور کئے جانے پر اس کا قدم راہ صواب سے نہ ڈگمگائے۔ اور وہ برائی میں مبتلا نہ ہو۔

طلاق انتہائی قدم ہے

جب آئے دن دیکھا جاتا ہے۔ کہ میاں بیوی میں اس قدر اختلاف و انشقاق پیدا ہو جاتا ہے۔ کہ وہ ایک دوسرے کی شکل تک دیکھنے کے روادار نہیں ہوتے۔ تو کیا وہ مذہب جو ان دونوں کو یکجا رہنے پر مجبور کرتا ہے۔ ان پر انتہائی ظلم نہیں کرتا۔ اور طرح طرح کے فتنوں کو پیدا نہیں کرتا۔ پھر ان حالات میں اسلام نے علیحدگی اختیار کر لینے کی جو اجازت دی ہے۔ اس پر اعتراض کیسا۔ یہی طلاق کا مفہوم ہے۔ مگر اس کا یہ مطلب نہیں۔ کہ عیاشی کے لئے طلاق کو ذریعہ بنایا جائے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مجبور کن حالات میں واقعہ ہونے والی علیحدگی کے متعلق بھی فرمایا ہے۔ کہ سب حلال چیزوں میں سے سب سے زیادہ ناپسندیدہ اور مکروہ چیز طلاق ہے۔ پھر نفس پرستی کے لئے طلاق دینے کی اجازت کیونکر ہو سکتی ہے۔ یہ اجازت اسی صورت میں ہے جبکہ حالات بالکل ناقابل برداشت ہو جائیں۔ اور مصالحت کی تمام کوششیں ناکام ہو جائیں

پنڈت دیانند جی کی تعلیم

"پرکاش" نے اس بات کو تو قابل اعتراض قرار دے دیا۔ کہ مرد بدصورتی کی وجہ سے عورت کو طلاق کیوں دے لیکن شائد اسے یہ یاد نہیں رہا۔ کہ پنڈت دیانند جی نے اپنی تصنیف "ستیارتھ پرکاش" میں شکل و صورت پر اتنا زور دیا ہے۔ کہ باہم فوٹو کا تبادلہ کرنے کے بغیر شادی کو جائز ہی نہیں رکھا۔ چنانچہ لکھتے ہیں۔

"جب لڑکے یا لڑکی کی شادی کا وقت ہو۔ یعنی ایک برس یا چھ مہینے برہم چریہ آشرم اور تحصیل علم کے ختم ہونے میں باقی رہیں۔ تب ان لڑکی اور لڑکوں کا پرتی بمب یعنی عکس جسکو فوٹو کہتے ہیں۔ یا تصویر اتار کر لڑکیوں کی پڑھانے والیوں کے پاس کنوارے لڑکوں کی۔ اور لڑکوں کے استادوں کے پاس لڑکیوں کی تصویر بھیج دیں۔ جس جس کا روپ مل جائے اس اس کے اتی ہاس یعنے پیدائش سے لیکر اس دن تک جنم چرتر یعنے سوانح عمری کی کتاب ہو۔ اس کو پڑھانے والے منگوا کر دیکھیں۔ جب دونوں کے وصف۔ عمل۔ فطرت مطابق ہوں۔ تب جس جس کے ساتھ جس جس کا بیاہ ہونا مناسب سمجھیں اس اس لڑکے اور لڑکی کی عکسی تصویر اور اتی ہاس لڑکی اور لڑکے کے ہاتھ میں دیدیں۔ اور کہیں کہ اس میں جو تمہاری منشاء ہو۔ سو ہم کو بتا دینا" صفحہ

اس سے جہاں یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ پنڈت جی کے نزدیک

شادی کے بعد اور کئی وجوہات سے ناموافق حالات کا پیدا ہونا ممکن ہے۔ وہاں یہ بھی پتہ لگتا ہے۔ کہ شکل و شباہت کے لحاظ سے بھی ایک دوسرے کی ناپسندیدگی کی صورت میں شادی تکالیف اور پریشانیوں کا موجب ہو سکتی ہے۔

پریشانیوں سے بچنے کا غلط طریق

ہاں اس سے بچنے کے لئے جو طریق انہوں نے تجویز کیا ہے۔ وہ صحیح علاج نہیں۔ یہی وجہ ہے۔ کہ ہندو قانون کے ذریعہ طلاق کو اپنے تمدن میں شامل کرنے کی کوششیں کر رہے ہیں اور پنڈت جی کے بتائے ہوئے طریق کو کافی نہیں سمجھتے۔ جس کی وجہ یہ ہے۔ کہ اس طریق پر عمل ہو ہی نہیں سکتا۔ جو لوگ متمدن، مہذب، تعلیم یافتہ اور متمول ہیں۔ وہ تو اپنی اولاد کو تعلیم دلوانے کے لئے گوروکلوں میں بھیج سکتے۔ اور فوٹو کھنچوا کر اگر ان کی غیرت و حمیت کا خاتمہ نہ ہو چکا ہو۔ تو استادوں اور استانیوں کو بھیج سکتے۔ اور اس خطرہ میں پڑ سکتے ہیں۔ کہ شائد استاد یا استانی کی نیت ہی بدل جائے۔ لیکن ہندوستان کی آبادی کا کثیر حصہ اپنی اقتصادی حالت کے لحاظ سے نہ تو اس پر عمل کرنے کی توفیق رکھتا ہے۔ اور نہ ہی تمدنی حالات کے لحاظ سے اس پر عمل پیرا ہونیکی جرأت کر سکتا ہے۔

پس شادی کا صحیح طریق وہی ہے۔ جو اسلام نے بتایا ہے۔ کہ ماں باپ یا ان کے فوت ہو جانے کی صورت میں خاندان کے اور بزرگ لڑکے لڑکی کی مرضی معلوم کر کے شادی کا انتظام کریں۔ لیکن چونکہ انسان انسان ہی ہے۔ اس سے غلطی اور کوتاہی سرزد ہو سکتی ہے۔ اس لئے ناخوشگوار حالات کے رونما ہونے کا امکان باقی رہتا ہے۔ اور طلاق کے ذریعہ خانگی جہنم سے نکلنے کا رستہ کھلا رکھا گیا ہے۔

"پرکاش" کی طنز اور اس کا جواب

"پرکاش" نے طنزاً لکھا ہے۔ کہ کیا "ایک خوبصورت مسلمان عورت کو بھی یہ حق ہے۔ کہ اپنے بدشکل خاوند کو طلاق دیدے۔ اور طلاق کے لئے یہ عذر تراش لے۔ کہ چونکہ میری طبیعت نہ ہی اس کی طرف مائل ہوتی ہے۔ اور نہ ہی اسے دیکھ کر مجھے سکون حاصل ہوتا ہے۔ اس لئے میں اپنا کوئی حسب پسند جوڑا تلاش کرنا چاہتی ہوں۔ اور اپنی ساری زندگی کو ایک بدشکل مسلمان سے بسر کر کے تباہ کرنا نہیں چاہتی۔" جسکا مطلب یہ ہے۔ کہ عورت کو اس بات کی اجازت دینا ناموزوں ہے۔ مگر وہ اسقدر خود فراموش واقع ہوا ہے کہ جس شخص نے یہ تعلیم دی ہے۔ کہ "حیض آنے سے تین برس بعد لڑکی خاوند تلاش کرے۔ اور جو اپنے لائق ہو اسے بیاہے۔" (ستیارتھ صفحہ ۹۶) اسے وہ دنیا کا لاثانی انسان اور بہت بڑا روحانی پیشوا یقین کرتا ہے۔ اگر نوجوان لڑکی کو یہ اجازت دیدینا کہ اپنی عصمت و عفت کو خطرہ میں ڈالکر در بدر کی خاک چھانتی پھرے

اسلام میں محبت کی تعلیم

اپنی ریاست کو آریہ سماجی فتنہ انگیزیوں سے بچانے کے لئے حکومت نظام نے پنڈت رام چندر دہلوی کے داخلہ کو ممنوع قرار دینے کا جو حکم دیا ہے۔ اس کا ذکر کرتا ہوا اخبار "آریہ گزٹ" ۹ ستمبر ۱۹۳۴ء لکھتا ہے:۔

"مسلمان فطرتاً متعصب واقع ہوا ہے۔ کیونکہ اس کی مذہبی تعلیم اسے مومن کے سوا کسی دوسرے آدمی سے محبت اور پریم کرنا سکھلاتی ہی نہیں"

کیا ہی عجیب بات ہے۔ کہ جس مذہب نے دنیا کے سامنے اتحاد اور اتفاق کی مضبوط ترین یہ بنیاد پیش کی۔ کہ یا اھل الکتاب تعالوا الی کلمۃ سواءٍ بیننا و بینکم الا نعبد الا اللہ و لا نشرک بہ شیأً و لا یتخذ بعضنا بعضاً ارباباً من دون اللہ۔ یعنی اے وہ لوگو جو کہتے ہو۔ کہ تمہاری طرف خدا کی طرف سے کوئی کتاب نازل کی گئی۔ آؤ ایک نقطہ پر جمع ہو جاؤ۔ اور وہ یہ کہ صرف اللہ کی عبادت کرو۔ اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو۔ پھر جس اسلام نے یہ کہکر تمام مذاہب کے بزرگوں کی عزت و توقیر قائم کی۔ کہ وان من امۃٍ الا خلا فیھا نذیر یعنی دنیا کی کوئی قوم ایسی نہیں۔ کہ جس میں خدا کا نبی اور ہادی مبعوث نہ ہوا ہو۔ اور اس طرح جملہ اہل مذاہب کو ایک دوسرے کے قریب کر دیا۔ اس کے متعلق کہا جاتا ہے۔ کہ اس میں کسی دوسرے آدمی سے محبت اور پریم کرنا سکھایا نہیں گیا۔

اسلام نے تو دوسروں کے جذبات اور احساسات کے متعلق اس قدر احتیاط سے کام لیا ہے۔ کہ فرماتا ہے۔ لا تسبوا الذین یدعون من دون اللہ۔ یعنی اللہ تعالےٰ کے سوا جن چیزوں کی لوگ پرستش کرتے ہیں۔ ان کو بھی برا مت کہو۔ پھر اسلام کا حقیقی پیرو متعصب اور تنگ دل کیونکر ہو سکتا ہے۔ بگر حیرت ہے۔ اسلام پر یہ الزام ان آریہ سماجیوں کی طرف سے لگایا جاتا ہے جن کی بدزبانی اور دوسروں کے مذہبی جذبات کو خواہ مخواہ ٹھیس لگانے کی عادت فطرت ثانیہ بن چکی ہے۔ اور جن کی پیدائش کے ساتھ ہی ہندوستان کے چپہ چپہ میں نفاق کا بیج بویا جا کر باہم سر پھٹول کا سلسلہ شروع ہو گیا ہے۔

اسلام کے معنی یہ ہیں۔ کہ دنیا میں محبت اور پریم سے زندگی بسر کرنے کی تعلیم۔ اور مسلمان کے معنی یہ ہیں۔ کہ محبت اور پریم سے زندگی بسر کرنے والا۔ پس اسلام کسی صورت میں تعصب کی تعلیم نہیں دیتا۔ بلکہ تمام مخلوق کے ساتھ محبت کرنے کی تعلیم دیتا ہے۔ حتیٰ کہ دشمنوں کے متعلق بھی فرماتا ہے۔ لا یجرمنکم شنآن قوم علیٰ الا تعدلوا اعدلوا ھو اقرب للتقویٰ۔ یعنے مذہبی اختلاف کی وجہ سے کسی کے ساتھ بے انصافی کا سلوک نہ کرو۔ تعصب سے کام نہ لو۔ اور اسلامی تاریخ اس قسم کی درخشاں مثالوں سے بھری پڑی ہے۔

پس یہ قطعاً غلط ہے۔ کہ مسلمان فطرتاً متعصب واقع ہوا ہے۔ اور اس کی مذہبی تعلیم اسے مومن کے سوا دوسرے کسی آدمی سے محبت اور پریم کرنا سکھاتی نہیں۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے۔ جو خدا کی تمام مخلوق سے محبت کرنے کی تعلیم دیتا۔ اور دشمنوں سے بھی انصاف کرنے کی تلقین کرتا ہے

اسلام کے نادان دوست

اسلام کے دشمنوں سے زیادہ خطرناک وہ نادان دوست ہیں۔ جو ایسی ایسی باتیں اس کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ جن کی رو سے مخالفین کو خواہ مخواہ اعتراض کرنے کا موقعہ ملتا ہے۔ تھوڑا ہی عرصہ ہوا۔ مولوی ثناء اللہ صاحب نے "اہلحدیث" کہلانے کی وجہ سے ایک حدیث کی بناء پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف تین جھوٹ منسوب کئے۔ اب انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نشانہ بناتے ہوئے لکھا ہے۔ "ایک روز حضرت موسیٰ نے حسب معمول غسل کرنے کو کپڑے اتار کر پتھر پر رکھے۔ اور پردہ کی اوٹ میں جب غسل سے فارغ ہو کر کپڑے لینے لگے۔ تو پتھر حرکت کرتا ہوا بنی اسرائیل کے مجمع میں پہنچ گیا۔ حضرت موسیٰ بھی اس کے پیچھے پیچھے ننگے بدن پہنچے۔ بنی اسرائیل نے ان کو دیکھا۔ کہ ان کے بدن پر کوئی داغ وغیرہ نہیں"۔ "پرکاش" ۹ ستمبر نے بطور استہزاء اسے نقل کیا ہے لیکن ہم اسے مخاطب کرنے کی بجائے "اہلحدیث" کو ہی مخاطب کرنا قرین مصلحت سمجھتے ہیں۔ کہ جو اسلام پر استہزاء کرانے کا موجب ہوا۔ اور اسے بتانا چاہتے ہیں۔ کہ اس سیدھے سادے واقعہ کو اس مضحکہ خیز صورت میں پیش کرنے کی آخر کیا ضرورت ہے۔ اور یہ ماننے میں کہ حجر آدمی کا نام تھا۔ جو کپڑے لے کر بھاگ گیا۔ اور جسے حضرت موسیٰ نے پکڑ کر خوب مارا کیا حرج ہے۔ باقی رہا "ننگے بدن" آپ کا اس کے پیچھے بھاگنا۔ سو مولوی ثناء اللہ صاحب کو غور کرنا چاہیئے۔ کہ جس صورت میں کہ حیاء و شرم رکھنے والا ایک عام انسان بھی اپنے گھر سے باہر کسی پبلک جگہ پر مادر زاد برہنہ ہو کر نہانا پسند نہیں کرتا۔ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کا برگزیدہ نبی اور مقرب ہو کر کس طرح گوارا کیا ہو گا۔ کہ نہ صرف بالکل ننگے ہو کر نہائیں بلکہ اسی حالت میں دوڑتے ہوئے ایک مجمع میں بھی چلے جائیں اگر

مذاہب غیر

بھگوت گیتا پر ایک نظر

(۱)

ابتدائی تاثرات

دو سال ہوئے ایک ہندو طالب علم نے مجھے بھگوت گیتا کا ایک نسخہ دیا۔ جسے میں نے اس خیال سے بخوشی قبول کیا کہ یہ اس نبیؑ کا کلام ہے۔ جس کی بعثتِ ثانیہ کا ظہور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ اس زمانہ میں ہوا ہے۔ مگر میری حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی۔ جب میں نے دیکھا کہ اس کتاب میں تحریف و تغیر کی کوئی حد نہیں ہے۔ اور اب یہ نبی کا کلام نہیں۔ بلکہ خود ساختہ باتوں کا ایک پلندہ رہ گیا ہے میں نے پڑھتے ہوئے محسوس کیا۔ کہ اس میں الہامی کلام جیسا زورِ بیان' فصاحت و بلاغت' اور شیرینی مفقود ہے۔ صرف کوئی کوئی فقرہ اس قدر برجستہ اور پُر اثر آجاتا جس سے معلوم ہوتا تھا۔ کہ ابتدا میں یہ نبی کا کلام تھا۔ لیکن امتدادِ زمانہ سے اس میں نازیبا اور ناقابل عمل باتیں داخل کر دی گئی ہیں۔ یہ میرے ابتدائی تاثرات تھے۔

اس کے بعد مجھے بتایا گیا۔ کہ گیتا میں بڑی بڑی فلسفیانہ اور پُر معنی باتیں لکھی گئی ہیں۔ اور اسی لئے یورپین مصنفین نے اس کو سراہا ہے اور اپنی لائبریریوں میں اس کو جگہ دی ہے۔ تو مجھے دوبارہ شوق پیدا ہؤا۔ کہ میں اس کو پھر پڑھوں اور اس کے "فلسفہ" پر ایک غور و فکر کی نظر ڈالوں۔ میں نے گاندھی جی اور مسز اینی بیسنٹ کے تراجم پڑھے۔ لیکن میرے پہلے تاثرات قائم رہے اور فلسفہ کے متعلق مجھے یقین ہو گیا کہ وہ صرف دعویٰ ہی دعویٰ ہے۔

پھر میں نے پروفیسر الیاس برنی اور سر ایڈون آرنلڈ کی کتابیں مطالعہ کیں اور میرا یہ خیال پختہ ہوتا گیا۔ کہ بھگوت گیتا ایک ناقابل عمل اور خصوصاً فی زمانہ مشاغل دینی و دنیوی کے لئے غیر موزون ہے۔ قبل اس کے کہ بھگوت گیتا کی "تعلیمات" پر ایک ناقدانہ نظر ڈالی جائے۔ ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس کی تاریخ اور اس کے مشتملات کے متعلق عام حالات پیش کئے جائیں۔ جو میں نے الیاس برنی اور سر ایڈون آرنلڈ کی کتابوں اور مسز اینی بیسنٹ کی مترجمہ بھگوت گیتا کے دیباچہ سے اخذ کئے ہیں

نام

بھگوت گیتا کا پورا نام "بھگوت گیتا اپنشید" ہے۔ یعنی "بھگوان کا خفیہ پیغام" اپنشید ان کتابوں کو کہتے ہیں جن میں کوئی منطقیانہ ترتیب نہ ہو (پروفیسر الیاس برنی۔ بحوالہ پروفیسر کارکس مُلر)۔ گیتا میں بھی کوئی خاص ترتیب ملحوظ نہیں رکھی گئی تحریف و تصریف اور متضاد باتوں کی وجہ سے اس کا مضمون کئی جگہ ٹوٹتا ہے۔

بھگوت گیتا موجودہ شکل میں کوئی علیحدہ حیثیت نہیں رکھتی بلکہ یہ مہابھارت کا ہی ایک حصہ ہے جس میں ایک نیم خیالی جنگ کا حال درج کیا گیا ہے جو کورو کھشتر کے میدان میں۔ یعنی کوروا اور پانڈوؤں کے درمیان ہوئی۔ لیکن یہ کہانی اخلاقی اور روحانی مکالموں اور اپدیشوں کی وجہ سے کئی جگہ ٹوٹتی ہے۔ بھگوت گیتا بھی اسی کا ایک بے ربط حصہ ہے۔

تصنیف

مہابھارت کا مصنف رشی ویاس قرار دیا گیا ہے جس کے متعلق تاریخی طور پر ہمیں کچھ علم نہیں اور یہ بھی معلوم نہیں ہوتا کہ آیا اسی نے بھگوت گیتا تصنیف کی یا کسی اور نے۔ بھگوت گیتا کی تاریخ تصنیف کے متعلق بھی ہمیں کچھ علم نہیں۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ اس کو بدھ کے زمانہ سے قبل تحریر کیا گیا اور بعض انگریز مصنفین مثلاً سر ایڈون آرنلڈ کا خیال ہے کہ یہ عیسائیت کے زمانہ کے بعد لکھی گئی۔ لیکن یہ ثابت کرنے سے ان کا منشا یہ ہے کہ عیسائیت کو سارے علوم کا چشمہ قرار دیا جائے کیونکہ گیتا کی مرکزی تعلیم "بھگتی یوگ" ہے اور اس تعلیم سے عیسائیوں کو خاص لگاؤ ہے اور وہ سمجھتے ہیں۔ کہ مصنف بھگوت گیتا نے انہی کی تعلیم کا چربہ اتارا ہے۔ بہر حال ہمیں بھگوت گیتا کی تصنیف کے متعلق کسی مستند تاریخ کا علم نہیں ہوتا۔

حضرت کرشن کون تھے

زیادہ تر خیال یہ ہے کہ بھگوت گیتا وہ روحانی تعلیم ہے جو حضرت کرشن علیہ السلام نے اپنے روحانی شاگرد ارجن کو جنگ کے میدان میں دی۔ حضرت کرشن کون تھے؟ اور ان کا ظہور کس زمانہ میں ہؤا۔ اغلب خیال یہ ہے کہ برہمنوں کے تشدد اور ان کے رسومات کی سختی سے تنگ آکر کھشتریوں نے صدائے احتجاج بلند کی اور ان کے لیڈر مختلف زمانہ میں برہمنی خیالات کے خلاف جنگ کرتے رہے۔ حضرت کرشن جی انہی لیڈروں میں سے ایک تھے۔ آپ اپنے وقت کے نذیر اور ہادی تھے۔ آپ نے خدائے واحد کی پرستش کرنے کی تلقین کی اور "بھگوت" مذہب کی بنیاد رکھی لیکن ایک زمانہ گذرنے کے بعد حضرت کرشن کی طرف بہت سی بے سروپا باتیں منسوب کر دی گئیں اور ایک وقت ایسا آیا کہ آپ کو خدا تصور کر لیا گیا اور آپ کو نرائن اور پرشوتم داس وغیرہ کے لقب دے دیئے گئے۔ اب آپ کی مورتیاں اکثر ہندو گھروں میں رکھی جاتی ہیں۔ بلکہ میں نے دیکھا ہے کالجوں وغیرہ میں بھی آپ کی تصویروں پر پھول چڑھائے جاتے ہیں۔ اور پاس خوشبو جلائی جاتی ہے۔

تحریف و تصریف

آہستہ آہستہ یہ مذہب ناپید ہوتا گیا۔ اور آخر برہمن مت کے اندر جذب ہو گیا۔ اس میں ویدوں کی تعلیمات کا اضافہ کر دیا گیا اور ضروریات زمانہ کو مدنظر رکھ کر کئی طرح سے استیزا و استیصال کیا گیا۔ پھر کرشن جی کی شکل کو کئی طرح سے بگاڑا گیا۔ اور ان کے متعلق یہ فرض کر لیا گیا۔ کہ وہ مختلف قسم کی شکلیں اختیار کرنے پر قادر تھے۔ گوپیوں کے ساتھ ان کی داستانیں گھڑی گئیں اور ان کو ایک لٹیرا قرار دیا گیا جو گوالوں کا مکھن وغیرہ (نعوذ باللہ) چرا لیا کرتا تھا۔

پھر الفاظ اور عبارت میں بھی تحریف بکثرت کر لی گئی پروفیسر الیاس برنی کے الفاظ میں سات سو شلوکوں میں سے دو سو ایسے ثابت کئے جا سکتے ہیں۔ جو بعد میں ایزاد کئے گئے یا جن میں تغیر و تبدل کیا گیا۔ مثال کے طور پر گزارش ہے۔ کہ یہ کتاب برہمن مت کے خلاف لکھی گئی تھی لیکن اب اس میں اسی مذہب کی موافقت میں کئی باتیں پائی جاتی ہیں۔

تضاد

بھگوت گیتا میں کئی متضاد باتیں بھی بیان کی گئی ہیں۔ مثلاً ادھیائے ۵ شلوک ۱۵ میں کہا گیا ہے۔ کہ "بھگوان کو کسی کی نیکی یا بدی نہیں پہنچتی" مگر ادھیائے ۵ شلوک ۲۹ اور ادھیائے ۹ شلوک ۲۴ میں کہا گیا ہے۔ کہ "سب قربانیاں اور تکلیفیں کرشن بھگوان کو پہنچتی ہیں"

اسی طرح ادھیائے ۱۰ شلوک ۲۹ میں کرشن جی کی طرف یہ قول منسوب کیا گیا ہے۔ کہ "مجھے نہ تو کسی سے نفرت ہے نہ پیار" لیکن ادھیائے ۱۲ کے اخیر پر ایک لمبی فہرست بیان کی گئی ہے۔ کہ فلاں فلاں خوبیوں کے مالک انسان مجھے پیارے ہیں۔ پھر ارجن اور اپنے مخلص مریدوں کو بھی پیارے کے لفظ سے یاد کیا گیا ہے۔

خلاصہ کلام

بہر حال بھگوت گیتا میں بہت سا تغیر و تبدل ہو چکا ہے اور اب یہ کتاب وہ بھگوت گیتا نہیں۔ جو حضرت کرشنؑ کا کلام تھی۔ بلکہ بالکل اور چیز ہے۔ جس میں بعید از عقل اور ناقابلِ عمل باتیں بیان کی گئی ہیں۔ اور جس کے متعلق ہندوؤں میں خواہ مخواہ کا جذبہ عقیدت پایا جاتا ہے۔ ورنہ اگر وہ غور و فکر سے کام لے کر مطالعہ کریں۔ تو انہیں معلوم ہو جائے۔ کہ اس میں کوئی ایسی بات نہیں ہے۔ جو روحانیت سے خاص تعلق رکھتی ہو۔ اور جس سے بہتر اسلام میں موجود نہ ہو۔ آئندہ اس کی تعلیمات پر بحث کی جائیگی (خاکسار۔ عبد الرحیم شبلی۔ بی کام۔ قادیان)

الحرکۃ الاحمدیۃ فی البلاد العربیۃ

نومبائعین

کافی عرصہ ہوا۔ کہ میں الفضل کے لئے رپورٹ ارسال نہیں کر سکا۔ گذشتہ رپورٹ کے بعد آج تک اللہ تعالےٰ کے فضل وکرم سے مندرجہ ذیل اصحاب بیعت کرکے داخل سلسلہ ہوئے۔

(۱) الشیخ محمود ابراہیم بلال۔ ایک مخلص اور علم دین سے حصہ وافر رکھنے والے نوجوان ہیں۔ ملازمت کے وقت کے علاوہ اکثر اوقات تبلیغ دین میں صرف کرتے ہیں۔ آپ کی تبلیغ سے کئی دوست سلسلہ کے بہت قریب ہو چکے ہیں۔ اور تین شخصوں نے بیعت کر لی ہے۔ (۲) عثمان محمد کاشف (۳) احمد ابراہیم طلبہ (۴) حسن محمد۔ یہ تینوں اصحاب شیخ محمود بلال کی تبلیغ سے داخل سلسلہ ہوئے۔ (۵) السید فواد محمد۔ ایک نوجوان تعلیم یافتہ دوست ہیں۔ (۶) عمر النجلاوی ایک شریف گھرانے کے رکن اعلیٰ ہیں۔ (۷) السیدۃ یسرۃ آپ السید عمر النجلاوی کی اہلیہ ہیں۔ نیک اور پابند شریعت خاتون ہیں۔ (۸) السید حسن العماوی ایک مزدور پیشہ مخلص بھائی ہیں۔ (۹) السید عبد الرؤف افندی ابراہیم۔ آپ ایک مخلص اور جوشیلے احمدی ہیں۔ کافی عرصہ تک کتب سلسلہ کا مطالعہ کرنیکے بعد احمدیت میں داخل ہوئے ہیں۔ آپ حکومت مصر کے محکمہ مالیات میں کلرک ہیں۔ (۱۰) الاستاذ احمد آفندی محمود ذوعتی آپ اعلیٰ تعلیم یافتہ اور گہرا مطالعہ رکھنے والے نوجوان دوست ہیں۔ آپ ایک عرصہ تک سکاٹ لینڈ میں رہ چکے ہیں۔ آپ کی اہلیہ صاحبہ وہاں کی مسیحی خاتون ہیں جسے اسلام کی تبلیغ کیجارہی ہے۔ آپ تھیوسوفیکل سوسائٹی کے ممبر تھے۔ اور گورنمنٹ مصر کے ملازم ہیں۔ لمبے بحث مباحثہ کے بعد آپ نے بیعت کی ہے۔ اور اب خاص جوش سے اپنے طبقہ میں تبلیغ کرتے ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ ان تمام بھائیوں کو استقامت اور خدمت دین کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

انفرادی تبلیغ

عرصہ زیر رپورٹ میں خاکسار نے ۱۰۰ آدمیوں کو پیغام حق پہنچایا احباب جماعت نے بھی کم وبیش مختلف مقامات پر دو صد اشخاص کو احمدیت کی تبلیغ کی۔ ان اصحاب میں ہر طبقہ کے لوگ شامل تھے۔ فرقہ شاذلیہ کے زعیم کے بھتیجے۔ فرقہ رفاعیہ کے ایک بڑے لیڈر اور بعلبک کے قبیلہ کے سردار خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ اول الذکر اکثر عقائد کے قائل ہو چکے ہیں ثانی الذکر دوست نے اگرچہ ابھی بیعت نہیں کی۔ مگر علی الاعلان احمدیت کی تائید کر رہے ہیں۔ آخر الذکر صاحب بھی بہت حد تک احمدیت کے قائل ہیں۔ ان کے علاوہ بھی بیشتر حصہ ان لوگوں کا جنکو احمدیت کا پیغام دیا گیا۔ احمدیت کا مداح نظر آیا۔ الحمد للہ

اجتماعات

اگرچہ سب جماعتوں کے اجتماعات خاطر خواہ نہیں ہوتے رہے۔ تاہم قاہرہ اور الکبابیر اور حیفا میں ہفتہ واری جلسوں کا سلسلہ جاری رہا۔ اور عرصہ زیر رپورٹ میں ایسے اجتماعوں کی تعداد ۳۵ ہے۔ جن میں مختلف مضامین پر لیکچر دیئے جاتے رہے۔ اور جماعتوں کی تربیت کا پہلو غالب طور پر ملحوظ رہا کئی احباب نے اچھی اچھی تقریریں کیں

مطبوعات

اس عرصہ میں ایک ٹریکٹ آٹھ صفحات کا بعنوان "رسالۃ اخلاص الی کل مسیحی متدین" ایک ہزار تعداد میں شائع کیا گیا۔ جسے بہت پسند کیا گیا۔ علاوہ ازیں جماعت ہائے بلاد عربیہ کے لئے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا منظور فرمودہ قانون چھپوایا گیا ہے۔ اور اس کے مطابق تمام جماعتوں کے عہدہ داروں کا انتخاب ہوا ہے۔ گویا اس طرح جماعتوں کی تنظیم نہایت محکم طریق پر ہو گئی ہے۔

ہمارے لٹریچر کی تاثیرات

اس بات کا اندازہ کہ احمدیہ لٹریچر کا عربی دان پبلک پر کیا اثر ہو رہا ہے۔ اس سے ہو سکتا ہے۔ کہ ہمارے ٹریکٹ "عشرون دلیلاً علی بطلان لاھوت المسیح" کو قاہرہ کے رسالہ "التقوی" نے شائع کیا۔ اور قبطی رسالہ "المناراۃ" نے ان دلائل کا جواب لکھنے کا وعدہ شائع کیا۔ مگر عرصہ گذر جانے کے باوجود آج تک اس طرف متوجہ نہیں ہوا۔ پھر ان تاثیرات کے لئے میں بعض خطوط کے مختصر اقتباسات اس جگہ درج کرتا ہوں۔

(۱) دمشق سے الشیخ محمد ہاشم الخطیب نے سلسلہ احمدیہ کی خدمات کا اعتراف اور شکریہ ادا کرتے ہوئے مجھے جو خط ارسال کیا (اس کا ترجمہ الفضل کی طرف سے شائع ہو چکا ہے۔) اس میں مجھے "المتبحر فی فنون المعقول والمنقول" کے لقب سے مخاطب کیا ہے۔

(۲) یافا سے الشیخ حامد صاحب لکھتے ہیں۔ "انی احمد لکم سعیکم واشکرکم علیہ وابشرکم بما عند اللہ" یعنے میں آپکی مساعی جمیلہ کی تعریف کرتے ہوئے آپ کا شکرگذار ہوں اور اللہ تعالےٰ کے ان انعامات کی آپکو بشارت دیتا ہوں جو آپ جیسوں کیلئے اس کے پاس ہیں۔ (۳) بصرہ عراق سے استاد عبد الرحمن صاحب تحریر کرتے ہیں:۔ "ان نشکرکم لمحاسن الاسلام الحنیف بھذا الجد والاجتھاد لھو عمل تشکرون علیہ ولکم من اللہ اجر المجاھدین وان تبشیرکم ضربۃ نجلاء لاعداء الاسلام ونبراس یھتدی بہ من لہ قلب او القی السمع وھو شھید" یعنے آپ اسلام کی خوبیوں کو اس کوشش اور جدوجہد سے شائع کرنے کے باعث مستحق شکریہ ہیں۔ اور آپ کے لئے مجاہدین کا اجر ہے۔ یقیناً آپ کی تبلیغ دشمنان اسلام کے لئے کاری ضرب ہے۔ اور اہل دل اور غور وفکر کرنے والوں کے لئے مشعل راہ

(۴) بیروت سے السید عبد الغنی الجابی لکھتے ہیں:۔

"قد وصلنی مرسلکم "عین الضیاء" فشکرت الباری الذی اوجد فی ھذا العالم رجالاً من امثالکم یتفانون فی خدمۃ الدین الحنیف الشریف ایدکم اللہ بروح منہ انہ سمیع مجیب الدعوات" یعنے مجھے آپ کا ارسال کردہ رسالہ "عین الضیاء" ملا۔ اور میں نے اللہ تعالےٰ کا شکر ادا کیا جس نے اس قحط الرجال میں آپ جیسے متدین اصحاب کو جنہیں دین حنیف کی خدمات بجا لانے میں فنائیت کا مقام حاصل ہے۔ تائید اسلام کے لئے کھڑا کیا ہے۔ مجیب الدعوات خدا آپ کی روح القدس سے تائید فرمائے۔

(۵) امریکہ کے شہر (MICH) سے السید علی سعید الحمصی لکھتے ہیں۔

"اعرض لجنابکم اننی وجدت فی مجلتکم الجزء العاشر والحادی عشر "عشرون دلیلاً علی بطلان لاھوت المسیح" فاطلب من فضیلتکم ان تترجموا ھذہ الادلۃ الی اللغۃ الانکلیزیۃ لانہ یوجد نحو ناجماعۃ من الامیرکیین ومرادھم الاطلاع علیھا بلغتھم"

یعنے میں جناب کی خدمت میں عرض کرتا ہوں۔ کہ میں نے آپ کے رسالہ کے دسویں گیارھویں نمبر میں الوہیت مسیح کے بطلان پر بیس زبردست دلائل دیکھے ہیں۔ میری خواہش ہے۔ کہ آپ ان ادلہ وبراہین کا انگریزی میں ترجمہ کردیں۔ کیونکہ امریکہ میں ہماری طرح بعض لوگ اس قسم کا خیال رکھتے ہیں۔ اور اگر انگریزی میں ہی ان کے سامنے دلائل پیش کئے جائیں۔ تو وہ انشاء اللہ بہت جلد سمجھ سکیں گے

ان آراء سے ظاہر ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ کے فضل سے احمدیہ لٹریچر کامیابی سے اپنا حلقہ وسیع کر رہا ہے۔

متفرق امور

مدرسہ احمدیہ کبابیر اللہ تعالےٰ کے فضل سے باقاعدہ جاری ہے۔ نظارت تعلیم وتربیت نے اس مدرسہ کا الحاق منظور فرما لیا ہے۔ احمدیہ لائبریری بلاد عربیہ کے لئے پرادوم سید

ظہور شاہ صاحب امرتسر - بابو معراج الدین صاحب بغداد اور جناب مولوی عبید اللہ صاحب بسمل نے بھی کتب ارسال فرمائی ہیں۔ ان سب کا شکریہ۔ لیکن ابھی لائبریری کیلئے بہت زیادہ ضرورت ہے۔ امید ہے۔ کہ دوست اس طرف توجہ فرمائیں گے۔

عرصہ زیر رپورٹ میں برجا بغداد و حیفا سے تبلیغ کے متعلق خوشکن رپورٹیں موصول ہوئی ہیں۔ سندیانہ علاقہ فلسطین اور ایسا ہی صبارین میں بعض احمدی دوستوں پر تشدد کیا جا رہا ہے۔ مگر وہ ثابت قدمی سے مشکلات کا مقابلہ کر رہے ہیں۔ اللہ تعالٰے انہیں مزید استقامت عطا فرمائے۔ آمین

قاہرہ میں تبلیغی جدوجہد

میں ۱۰ جولائی سے تین ماہ کے لئے مصر آیا ہوں۔ اس جگہ پر تبلیغ کا میدان بہت وسیع ہے۔ آج تک روزانہ بلاناغہ تبلیغی گفتگو ہوتی رہی ہے۔ بعض دفعہ تورات کے ایک ایک بجے تک یہ سلسلہ جاری رہا ہے۔ اکثر تعلیم یافتہ لوگوں سے ملاقاتیں کی جاتی ہیں۔ اس جگہ کے ہفتہ واری رسالہ "الاسبوع" میں میرا فوٹو اور سلسلہ احمدیہ کے مختصر حالات بھی شائع ہوئے ہیں۔ جماعت احمدیہ نے میری آمد پر ایڈریس پیش کیا۔ اس موقعہ پر بعض غیر احمدیوں نے بھی احمدیوں کی مساعی کا اعتراف کیا۔ اور شکریہ سے لبریز تقریریں کیں۔ گذشتہ سے پیوستہ اتوار کو میں اس جگہ کے متعصب پادری سرجیوس کے گرجا میں گیا۔ لیکچر کے خاتمہ پر میں نے چند سوالات پیش کرنے کی اجازت چاہی۔ وعدہ کر لیا گیا۔ لیکن جونہی میں سٹیج پر گیا۔ تو نہایت سخت لہجہ سے انکار کر دیا گیا۔ ہمارے محبت بھرے انداز اور عیسائی پادری کے درشت لہجے سے تمام حاضرین پر بہت اچھا اثر ہوا۔ چنانچہ اس کا چرچا آج تک ہو رہا ہے چند نوجوان عیسائیوں نے احمدیوں کے سامنے پادری کی ناشائستہ حرکت پر اظہار افسوس بھی کیا۔ بہر حال اس پادری کے رویہ نے ثابت کر دیا۔ کہ وہ احمدیوں کا مقابلہ کرنیکی تاب نہیں رکھتے۔

کل میں نے احمدی احباب اور چند غیر احمدی معززین کو چائے کی دعوت دی۔ اور اس تقریب پر "احمدیہ تحریک کیا ہے" کے عنوان سے ایک گھنٹہ تک لیکچر دیا۔ ۳۰ غیر احمدی بھی شامل تھے۔ لیکچر کے خاتمہ پر ایک ازہری عالم نے قرآن مجید میں نسخ کے مسئلہ پر چند سوالات کئے۔ جب جواب دیئے گئے۔ اور وہ ساکت ہو گیا۔ تو کہنے لگا۔ کہ خواہ کچھ ہو۔ میں تو بہر حال قرآن مجید میں منسوخ آیات مانتا ہوں جس پر غیر احمدی اصحاب نے اسے ملامت کی۔

درخواستِ دعا

آخر پر میں دردمندانِ سلسلہ احمدیہ خصوصاً سالکین سے بلاد عربیہ میں اشاعت احمدیت کے لئے باقاعدہ اور درد دل سے دعا کرنیکی درخواست کرتا ہوں۔ مجھ ناچیز کو بھی دعاؤں میں یاد فرما کر احسان فرمائیں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔ خاکسار اللہ دتا جالندھری از قاہرہ مصر ۱۲ اگست ۱۹۳۴ء

مشکلات و مصائب میں ایک احمدی مخلص بھائی کا اخلاص

خدا تعالٰے اپنے ان مخلص بندوں کو جنہیں اعلٰے روحانی مدارج پر فائز کرنا اور اپنا مقرب بنانا چاہتا ہے۔ مخاطب کر کے فرماتا ہے۔ ولنبلونکم بشیءٍ من الخوف والجوع ونقص من الاموال والانفس والثمرات وبشر الصابرین الذین اذا اصابتهم مصیبة قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ یعنے ہم تمہیں کئی طریقوں سے آزمائیں گے اور دیکھیں گے۔ کہ تم کتنے پختہ اور کیسے مستقل ہو۔ مثلاً خوف سے دشمنوں کی طرف سے تکالیف پہنچا کر بھوک سے یعنے مالی تنگی میں مبتلا کر کے مال و جان اور اولاد کے صدمات پہنچا کر۔ جو لوگ ان حالتوں میں ثابت قدم رہیں گے۔ ہر مصیبت اور تکلیف کے موقعہ پر کہیں گے۔ کہ ہم اللہ ہی کے ہیں۔ اور اللہ ہی کے پاس ہم نے لوٹ کر جانا ہے۔ ان کو خوشخبری سنا دو

اس سے ظاہر ہے کہ مومنوں پر خوف و خطرہ دکھ و تکلیف تنگی ترشی۔ رنج و مصیبت کی گھڑیاں آتی ہیں۔ اور اس لئے آتی ہیں۔ کہ ان کے مدارج میں ترقی ہو۔ وہ خدا کے اور زیادہ محبوب بن جائیں۔ ان کے لئے خدا کے فضل کے دروازے کھل جائیں۔ بشرطیکہ وہ ثابت قدم رہیں۔ اپنے پاؤں میں لغزش نہ آنے دیں۔ اور خدا تعالٰے کی طرف پہلے سے بھی زیادہ جھکیں۔

اس مختصر تذکرہ کے بعد ہم اپنے ایک مخلص بھائی کی داستان رنج و غم پیش کرتے ہیں۔ جنہیں خدا تعالٰے نے اپنے فضل سے ہر حال میں ثابت قدم رہنے کی توفیق بخشی اور جن کے حوصلہ اور استقلال کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالٰے بنصرہ العزیز نے اپنے قلم سے یہ الفاظ رقم فرمائے۔ کہ "آپ کے اخلاص کو دیکھ کر اللہ تعالٰے کا شکریہ ادا کیا"۔ احباب دعا کریں۔ کہ خدا تعالٰے اس بھائی کو پہلے سے بھی زیادہ اخلاص عطا کرے۔ اور ان کی مشکلات کو دور کر کے ان پر اپنے رحم اور فضل کی بارش برسائے۔

ان کے لڑکے عبد الواحد مرحوم کا جنازہ غائب پڑھ کر دعائے مغفرت کی جائے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالٰے بنصرہ العزیز نے بھی نماز جنازہ پڑھائی

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالٰی بنصرہ العزیز

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

خاکسار حضور کا ادنٰے غلام ۱۹۲۹ء سے احمدی ہے۔ اور حضرت میر محمد اسمٰعیل صاحب کے ذریعہ جب وہ مظفر گڑھ میں سول سرجن تھے۔ بیعت میں شامل ہوا تھا۔ تھوڑے عرصہ کے بعد حضرت میر صاحب موصوف تبدیل ہو کر رہتک چلے گئے۔ اور میں اور میرا بیٹا عبد الواحد کہ وہ بھی پکا احمدی تھا۔ اس وقت میں مظفر گڑھ کے قریب خانگڑھ میں عرائض نویس تھا۔ مگر بوجہ آنکھوں کے کمزور ہو جانے کے اس کام کو نہ کر سکتا تھا۔ البتہ میری اہلیہ سکول میں معلمہ تھی۔ جو احمدیت میں داخل ہونے کے تھوڑے عرصہ بعد چھوٹے چھوٹے بچے چھوڑ کر وفات پا گئی۔ اور میرے گذارہ کا حال بالکل خراب ہو گیا۔ اس وقت میرا لڑکا عبد الواحد جسکا میں نے اوپر ذکر کیا ہے۔ بالغ تھا۔ اس کو میں نے ڈسٹرکٹ بورڈ میں معمولی تنخواہ پر روڈ منشی کرا دیا۔ اور اس کی تنخواہ پر ہم سب گزارہ کرتے رہے۔ میں خانگڑھ سے کوٹ ادو جو میرا اصلی وطن تھا آ گیا یہاں پر حسن اتفاق سے محمد شفیع صاحب ہیڈ ماسٹر تبدیل ہو کر آ گئے۔ اور ہمارے لئے احمدیت میں استقامت کا باعث ہوئے ان کے آنے کی وجہ سے میاں عبد المنان صاحب خلف حضرت خلیفہ اول بھی تشریف لائے اور اس طرح خدا کے فضل سے میں اور میرا بیٹا احمدیت میں پکے ہوتے گئے۔ یہاں تک کہ ہمارے خلاف ان لوگوں نے جو پہلے ہمارے ساتھ تھے سخت مخالفت شروع کر دی۔ مگر خدا کے فضل نے ہم کو استقامت دی۔ اور ہم نے نماز باقاعدہ ہیڈ ماسٹر صاحب کے مکان پر پڑھنی شروع کر دی۔ امام مسجد نے کہ وہ بھی ہمارا رشتہ دار ہے۔ ہر وقت لوگوں کو ہمارے خلاف بھڑکانا شروع کیا۔ مگر خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے۔ کہ خدا نے ہم کو استقامت دی۔ اور ان کو یقین ہو گیا۔ کہ ہمارے قدم ماشاء اللہ مضبوط ہیں۔ مجھ کو یہ طعنے بھی دیئے گئے۔ کہ احمدیت قبول کرنے سے تم پر یہ بلا پڑی ہے۔ کہ تمہاری عورت مر گئی ہے۔ اور آمدنی رک گئی ہے۔ مگر خدا نے غیب سے میری امداد فرمائی۔ اور میرے لڑکے عبد الواحد کی آمدنی پر گزارہ ہوتا رہا۔

اس لڑکے کے علاوہ میرے تین لڑکے اور بھی ہیں۔ مگر وہ ابھی چھوٹے ہیں۔ ان میں سے جو بڑا ہے۔ وہ بھی بیکار ہے۔ پس میرے گذارے کی صورت سوائے اس کے کوئی نہ تھی۔ کہ میرا بیٹا جو احمدی تھا۔ کچھ تنخواہ لیتا تھا۔ مگر خدا کی شان ایک رات جب وہ نوکری پر سے آ رہا تھا۔ راستے

میں اس کو سانپ نے کاٹ لیا۔ وہ یہ سمجھا۔ کہ معمولی کانٹا لگا ہے۔ اس لئے علاج کی طرف توجہ نہ کی چونکہ میں وہاں موجود نہ تھا۔ بلکہ ملتان تھا۔ اور مجھے اطلاع اس وقت دی گئی۔ جبکہ وہ بچنے کی حد سے نکل چکا تھا اس لئے جب میں آیا۔ تو اس کی حالت نازک تھی۔ میں اسے مظفر گڑھ سے کوٹ ادو لے آیا۔ جہاں آکر وہ اپنے مولے حقیقی سے جا ملا۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون اس کی وفات پر مخالفوں نے اور طعنے دینے شروع کئے۔ کہ لو احمدیت قبول کرنے کا ثمرہ لو۔ مگر خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ مجھے اس نے صبر دیا۔ اور احمدیت پر استقامت بخشی اور میرے ایمان کو تزلزل سے بچا لیا۔ جب جنازہ کا وقت آیا تو غیر احمدی لوگ اس خیال سے کہ شاید ایسے موقع پر میں کمزوری دکھاؤں۔ جنازہ پڑھنے کے لئے آگئے۔ مگر میں نے نرمی سے ان کو کہا۔ کہ میرا لڑکا احمدی تھا۔ اور بیعت میں شامل تھا۔ اس لئے میں آپ کے ساتھ اس کا جنازہ آپ کے پیچھے نہیں پڑھ سکتا۔ میں علیحدہ پڑھ لونگا۔ اس پر وہ سب چیں بجبیں ہو کر اور برا بھلا کہتے ہوئے چلے گئے میں نے معہ اپنے بچوں کے اور ایک دو اور آدمیوں کے جنازہ پڑھا اور بچے کو سپرد خاک کیا۔ خدا کی شان کہ ان دنوں ہیڈ ماسٹر صاحب بھی یہاں موجود نہ تھے۔ بلکہ وہ رخصت پر قادیان گئے ہوئے تھے۔ خدا کا شکر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو استقامت بخشی اور ایسے موقع پر جب کہ میرے ایمان کے متزلزل ہونے کا خطرہ تھا بچا لیا۔ غیر احمدیوں کے جنازہ نہ پڑھنے کے بعد جو ہماری مخالفت ہوئی۔ اس کو خدا ہی جانتا ہے۔ ہر قسم کے فتوے ہم پر لگائے گئے۔ مگر خدا کا شکر ہے۔ کہ اس نے مجھ کو اس ابتلا میں کامیاب کیا۔ اب حضور سے میری التجا ہے۔ کہ حضور میرے بچے کا خود جنازہ غائب پڑھیں۔ اور اس کے حق میں دعا فرمائیں۔ اور میرے لئے بھی دعا فرمائیں۔ کہ خدا مجھ کو اب زیادہ آزمائشوں میں نہ ڈالے۔ اور میرے لئے کوئی سبیل اپنی بارگاہ سے پیدا کرے۔ میرے موجودہ لڑکوں کو احمدیت کے قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ میرا ایک بڑا بھائی ہے وہ بھی غیر احمدی ہے خدا اس کو بھی احمدیت قبول کرنے کی توفیق دے۔

حضور کا ادنیٰ غلام :- واحد بخش کوٹ ادو

ایک کیمسٹ کی ضرورت

ایک جگہ ایک کیمسٹ کی آسامی خالی ہونے والی ہے۔ جس کے لئے ایک ایم۔ ایس۔ سی کی ضرورت ہے۔ سرنامہ کی جگہ چھوڑ کر ضرورتمند احباب اپنی درخواستیں اپنی جماعت کے امیر یا پریذیڈنٹ کی معرفت مجھے بھیج دیں۔ تنخواہ ۱۰۰-۵-۲۰۰ ہوگی۔ درخواست میں اس اعلان کا بالکل ذکر نہ کیا جائے۔ (ناظر امور عامہ قادیان)

سوویٹ روس

افسانہ اور حقیقت

(از قاضی نذیر احمد صاحب ایڈووکیٹ)

دنیا کے کسی ملک کی طرف ماہران سیاست۔ ادبا اور اخبار نویسوں کی توجہ اس قدر مبذول نہیں ہوئی۔ جتنی کہ روس کی طرف ہوئی ہے۔ وجہ یہ ہے کہ روس نے ایک ایسا عجیب و غریب تجربہ شروع کیا ہے۔ جس نے انسانیت کی بنیادوں کو ہلا دیا ہے۔ لیکن اس کے متعلق جو لوگ روس پہنچے ہیں۔ اور اپنے تجربات کی بنا پر کتابیں لکھی ہیں۔ وہ پہلے ہی روسیوں کے متعلق اچھا یا برا خیال دل میں لے کر گئے تھے۔ اس سلسلہ میں ایک تازہ ترین تصنیف۔ مس ہملٹن کے قلم سے شائع ہوئی ہے۔ جنہوں نے واقعات کا بے لوث اور بے غرضانہ مطالعہ کر کے اصل واقعات کو بے کم و کاست کتاب میں درج کیا ہے۔ اور اپنے ذاتی خیالات کو ان میں مطلق دخل انداز نہیں ہونے دیا۔ جس کی وجہ سے کتاب کی قدر و قیمت ہماری نظروں میں خاص طور پر بڑھ گئی ہے۔

مس موصوفہ کو روس میں چاروں طرف بدنمائی۔ غلاظت اور بے رونقی نظر آئی۔ عورت اور مرد دونوں کے لباس رنگینی سے یکسر خالی تھے۔ مرد تو خیر گذارہ کر سکتا ہے۔ مگر عورت۔ اس کے لئے رنگینی قطعی لازمی ہے۔ روسی کمیونسٹوں نے بچوں کی ہمیشہ اپنے ڈھب پر تربیت کرنی ضروری سمجھی ہے تاکہ وہ بڑے ہو کر کمیونسٹوں کا پھریرا لہراتے رہیں۔ لیکن فوری نتیجہ یہ ہوا ہے۔ کہ یہ بچے اپنے ماں باپ کو احمق سمجھتے ہیں۔ ذرا خیال فرمائیے۔ کہ ۵۔۶ سال کا بچہ بازار میں کھڑے ہو کر بڑے بوڑھوں کو ہدایتیں دے رہا ہے۔ یہ الٹا طریقہ تربیت لوگوں کے نزدیک معیوب ہو۔ کمیونسٹوں کے نزدیک اس لئے قابل قدر ہے۔ کہ ان بچوں کو بڑے ہو کر اپنے بچوں سے ہدایات نہیں حاصل کرنا پڑیں گی۔ لیکن ماہران نفسیات اس طریق میں یہ نقص دیکھتے ہیں۔ کہ اس نوع کے بچے تخیل سے بالکل عاری ہو جاتے ہیں۔ ان کی سوچنے اور غور کرنے کی طاقت مفقود ہو جاتی ہے۔ اور وہ محض طوطے کی طرح رٹنا جانتے ہیں۔

ایک بہت بڑی خرابی یہ ہے کہ یہ بچے خانہ خرابوں کی طرح محض آسمان کی نیلی چھت کے نیچے پرورش پاتے ہیں۔ ان میں سے بے شمار موسمی یورش کی نذر ہو جاتے ہیں۔ اور جو کسی نہ کسی طرح بچ رہتے ہیں۔ وہ درندہ صفت انسان بن کے رہ گئے ہیں۔ یا سرکاری آبادیوں میں حیوانوں کی طرح کام کر رہے ہیں۔ مس ہملٹن نے اپنے ریلوے سفر کے دوران میں کئی بچوں کو دیکھا۔ جو ٹکٹوں کے بغیر سفر کرتے اور لوٹ مار اور سرقہ وغیرہ پر گذران کرتے تھے۔

سوویٹ روس نے پوسٹروں اور اشتہاروں کے ذریعہ پروپگنڈا بازی میں کمال حاصل کر لیا ہے کمیونسٹوں کے سیاسی پوسٹر خاص طور پر موثر اور دلنشیں ہوتے ہیں۔ ان میں سیاسی مسائل پر نہایت بے رحمی سے اظہار خیال کیا جاتا ہے۔ خلاف مذہب پوسٹروں میں عام طور پر یہ دکھایا جاتا ہے۔ کہ مذہب لوگوں کو خونریزی پر آمادہ کر رہا ہے۔ ان لوگوں کی دشمنی کسی مذہب ہی تک محدود نہیں۔ مس ہملٹن نے اس قسم کے ایک پوسٹر کی مثال پیش کی ہے۔ جس میں ایک ملّا ایک ہاتھ میں خنجر اور دوسرے میں قرآن لئے کھڑا ہے۔ ان کے علاوہ وہ پوسٹر ہیں۔ جن میں یہ منظر پیش کیا گیا ہے۔ کہ ایک خفیہ دشمن محض روسیوں کو نقصان پہنچانے کی غرض سے کسی مکان یا سڑک یا پل کو عمداً کمزور بنا رہا ہے۔ کسی خیالی آنے والی جنگ سے ڈرا کر باشندوں کو مقابلہ کے لئے کمربستہ کرنے کی غرض سے جو پوسٹر شائع کئے جاتے ہیں۔ ان سے مس ہملٹن نے یہ نتیجہ نکالا ہے۔ کہ سوویٹ روس امن پسند نہیں جیسا کہ عام طور پر خیال کیا جاتا ہے۔ بلکہ جنگ و جدل کا شیدائی ہے۔ ہوا اور گیس کا پروپگنڈا بھی ممتاز حیثیت رکھتا ہے۔ اس قسم کی سرگرمیوں کی موجودگی میں سوویٹ روس کی امن پسندی کا ڈھول پیٹنا ظلم ہے۔ ان حالات سے ہر شخص بالشویک روس کے عزم و ارادہ کا اندازہ بخوبی کر سکتا ہے۔

ضروری اعلان

بھیرہ سے شکایت آئی ہے۔ کہ ایک احمدی نے ایس رفیق بھائی تھوک فروشان کٹ پیس جیکب سرکل بمبئی سے ایک سو روپے کی ایک گانٹھ منگوائی تو سخت ناقص مال انہیں بھیجا گیا۔ اور بہت دیر کے بعد مال ارسال کیا گیا۔ اس کے علاوہ قیمت تھان کے کپڑے سے بھی زیادہ لی گئی۔ امور عامہ کی طرف سے تحقیقات کی جا رہی ہے۔ تا اطلاع ثانی دوست مال نہ منگوائیں۔ اگر کسی دوست کو اس فرم کے متعلق کوئی شکایت ہو۔ تو مجھے فوراً تفصیل کے ساتھ مطلع فرمائیں۔

(ناظر امور عامہ)

وصیتیں

نمبر ۴۱۸۶: منکہ امۃ اللہ زوجہ محمد یامین صاحب قوم ارائیں عمر ۲۰ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاک خانہ خاص تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور۔ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۲۹/۷/۳۴ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائداد ثابت ہو۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کروں۔ تو ایسی رقم یا جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائے گی۔ میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے۔ مہر چار صد روپیہ زیور یکصد روپیہ کل جائداد پانچ صد روپیہ مہر کا۔ دو صد روپیہ بصورت زیور مجھے وصول ہو چکا ہے۔ اور باقی دو صد روپیہ میرے خاوند کے ذمہ واجب الادا ہے۔

العبد: امۃ اللہ بیگم ۲۹/۷/۳۴ گواہ شد: حافظ فیض اللہ جلد ساز ۲۹/۷/۳۴ گواہ شد: محمد یامین بوٹ ساز خاوند موصیہ۔

نمبر ۴۱۸۷: منکہ الٰہی بخش ولد محمد بخش قوم جٹ پیشہ زراعت عمر ۷۰ سال تاریخ بیعت ۱۹۱۵ء ساکن چک لوہٹ ڈاک خانہ بہلول پور تحصیل سمرالہ ضلع لدھیانہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ ۵/۷/۳۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اس وقت دس گھماؤں اراضی ملکیت دو ہزار کی ہے۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ میری وفات کے وقت میری اگر کوئی اس سے زائد جائداد ثابت ہوگی تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم منجملہ رقم حصہ جائداد وصیت کردہ سے داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرونگا۔ تو اس کی رسید لونگا۔ جو اصل رقم دو صد میں سے منہا تصور ہوگی۔ فقط۔ العبد: الٰہی بخش ولد محمد بخش ساکن چک لوہٹ بقلم خود۔ گواہ شد: سید محمد علی شاہ کارکن بیت المال قادیان۔ گواہ شد: نور محمد پسر موصی ساکن چک لوہٹ نشان انگوٹھا۔ گواہ شد: نور محمد بقلم خود۔ گواہ شد: شیر محمد سکرٹری جماعت احمدیہ چک لوہٹ بقلم خود۔ گواہ شد: محمد اسمٰعیل پریذیڈنٹ انجمن احمدیہ چک لوہٹ بقلم خود۔

نمبر ۴۱۸۴: میں غلام احمد ولد نیاز محمد قوم راجپوت عمر تقریباً ۲۹ سال سکنہ قادیان ڈاک خانہ خاص تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ ۱۷ جولائی ۱۹۳۴ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری جائداد اس وقت کوئی نہیں۔ اس وقت میری ماہوار آمد چار سو پچھتر روپے ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ میرے مرنے کے وقت میرا جس قدر متروکہ ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ فقط

العبد: لفٹننٹ آئی۔ ایم۔ ایس۔ نوشہرہ ضلع پشاور گواہ شد: مرزا غلام حیدر وکیل امیر جماعت احمدیہ نوشہرہ گواہ شد: محمد شفیع احمدی سیکرٹری مال ہیڈ کلرک انچارج ریلوے شیڈ نوشہرہ۔

نمبر ۴۱۸۵: منکہ برکت النساء زوجہ محمد حسن شاہ قوم سید عمر ۵۰ سال تاریخ بیعت ۱۹۰۵ء ساکن راہوں ڈاک خانہ خاص تحصیل نواں شہر ضلع جالندھر۔ حال وارد جگراؤں بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۲/۷/۳۴ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری اس وقت حسب ذیل جائداد ہے۔ ڈنڈیاں طلائی دو عدد ... لونگ طلائی ... توڑے نقرئی کنگنیاں وغیرہ۔ نقد ... پارچات ... یکصد روپیہ زیور میں نے اپنے خاوند سے وصول کر کے خرچ کر چکی ہوں۔ علاوہ مندرجہ بالا کے میری کوئی اور جائداد نہیں۔ میں اپنی اس کل جائداد جس کی قیمت ایک سو روپیہ ہے۔ کے ۱/۹ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اور اس حصہ وصیت کو یعنی ... کو جو بذریعہ منی آرڈر ۱۶/۷/۳۴ بھیج چکی ہوں جس کی رسید آ چکی ہے۔ اور یہ بھی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتی ہوں۔ کہ اگر مذکورہ جائداد کے علاوہ میری کوئی اور جائداد بوقت وفات ثابت ہو۔ تو اس کے ۱/۹ حصہ کی مالک بھی صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ ۲/۷/۳۴

العبد: برکت النساء گواہ شد: شیخ مبارک احمد بقلم خود مبلغ سلسلہ احمدیہ ۲/۷/۳۴ گواہ شد: محمد حسین قانونگوئی دفتر جگراؤں خاوند موصیہ

نمبر ۴۳۸۷: منکہ فخر النساء ولد مفتی بدر الدین قوم قریشی عمر ... سال بیعت ۱۹۱۷ء ساکن امرتسر کٹڑہ مہاں سنگھ ضلع امرتسر خاص۔ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ ۱۲/۹ ... حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائداد ہو۔ اس کے تیسرے حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کروں تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائیگی۔ میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے۔ زیور طلائی ۳۰ تولہ عمر تقریباً مالیتی ۸۰۰ روپیہ ہے العبد: فخر النساء نشان انگوٹھا۔ گواہ شد: غلام نبی مسگر امرتسر۔ گواہ شد: محمد عبد اللہ کلرک بانک قلعہ فیروزپور

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

جامعہ ملیہ دہلی کے رجسٹرار صاحب کی ایک اطلاع جو انہوں نے اخبارات کو دی مظہر ہے۔ کہ ترکی کی ماہر تعلیم اور مشہور ادیبہ خالدہ خانم نے اگلے سال جامعہ ملیہ میں تقریر کرنے کا وعدہ کیا ہے۔ ان تقریروں کا سلسلہ ۸ لیکچروں پر مشتمل ہوگا جن میں آپ ترکی کی گذشتہ تین سو سال کی تاریخ پر روشنی ڈالیں گی۔ اور آخر میں دنیائے مشرق و مغرب پر تبصرہ کریں گی۔

آل انڈیا نیشنل کانگریس کے اجلاس بمبئی کے لئے احمد آباد سے ۸ ستمبر کی اطلاع کے مطابق گجرات پراونشل کانگرس کمیٹی نے بابو راجندر پرشاد کا نام تجویز کیا ہے۔

جنیوا سے ۸ ستمبر کی اطلاع ہے۔ کہ چین کے نمائندہ اعلیٰ کا بیان ہے کہ حکومت چین نے دوبارہ جمعیت اقوام میں شمولیت کا فیصلہ کر لیا ہے اور لیگ کونسل میں نشست حاصل کرنے کی خواہش ظاہر کی ہے۔

جمعیت اقوام کے سات ستمبر کے اجلاس میں سوویٹ کو وہ درخواست پیش ہوئی ہے جو ۳۰ نے جمعیت اقوام میں داخل ہونے کے لئے دی ہے۔ ارجنٹائن اور سوئٹزرلینڈ اگرچہ جمعیت میں روس کے داخلہ کے خلاف ہیں۔ لیکن معلوم ہوتا ہے کہ کونسل میں ووٹ متفقہ طور پر سوویٹ کے داخلہ کے حق میں ہونگے۔ لیگ کے حلقوں کا یہ بھی خیال ہے کہ روس کے اس اقدام سے جاپان کو بھی لیگ سے علیحدگی کے فیصلہ پر نظرثانی کے لئے مجبور کیا جا سکے گا۔ کیونکہ روس کی شمولیت سے مشرق بعید کے اکثر قضیات کی گفت و شنید میں کافی سہولت پیدا ہو جائیگی۔

واشنگٹن سے ۸ ستمبر کی اطلاع ہے کہ مسٹر مور قائم مقام سکرٹری حکومت ریاست ہائے متحدہ امریکہ اور سوویٹ کے سفیر موسیو ٹرینوسکی کے درمیان قرضہ کے متعلق گفت و شنید بالکل لاحاصل ثابت ہوئی ہے روس کے ذمہ امریکہ کا جو قرضہ ہے۔ اس کا اندازہ پچاس کروڑ ڈالر کیا جاتا ہے۔ اور اس کی وصولی کے سلسلہ میں اب تک کوئی سمجھوتہ نہیں ہو سکا۔

نیویارک سے ستمبر کی اطلاع ہے کہ امریکہ میں کپاس کے کارخانوں میں ہڑتال کے بعد جو فساد ہوا۔ اس میں دس آدمی ہلاک اور اکثر مجروح ہوئے۔ اس سلسلہ میں اب تک ۴۰ آدمی گرفتار ہو چکے ہیں۔ ہڑتال میں بلا کم و کاست تین لاکھ ساٹھ ہزار مزدوروں نے حصہ لیا۔ مسٹر روزویلٹ صدر امریکہ نے ایک تحقیقاتی بورڈ قائم کیا ہے۔ جو پہلی فرصت میں ہڑتالی لیڈروں اور کارکنوں سے ملاقات کر کے باہمی سمجھوتہ کی کوشش کرے گا۔

واردھا سے ۹ ستمبر کی اطلاع ہے کہ کانگرس کی مجلس عاملہ اور پارلیمنٹری بورڈ کے مشترکہ اجلاس میں ۹ ستمبر کو گرما گرم بحث ہوئی۔ لیکن بایں ہمہ سمجھوتہ کی کوئی امید نظر نہ آئی پارلیمنٹری بورڈ مالویہ جی کی پارٹی کو زیادہ سے زیادہ دس نشستیں دینا چاہتا ہے اور وہ زیادہ طلب کرتے ہیں۔ اس لئے اب تک اس قضیہ کا کوئی فیصلہ نہیں ہوا۔

شملہ کی ایک اطلاع مظہر ہے۔ کہ کاشغر پر آج کل ایک چینی کمانڈر انچیف کا جو مذہباً عیسائی ہے قبضہ ہے۔ اور اس نے اعلان کیا ہے کہ حکومت چین مسلمانوں کو خاص مراعات دینے کے لئے ہر وقت تیار رہتی ہے۔ نائب کمانڈر انچیف ایک ترکی لیڈر محمود نامی مقرر ہوئے ہیں۔

حکومت بنگال نے اعلان کیا ہے کہ سرکاری مالگذاری ادا نہ کرنے کے باعث ۲۲ ستمبر کو تقریباً ایک ہزار زمینداریاں نیلام ہونگی۔ عدم ادائیگی مالگذاری کی وجہ زمینداروں کی انتہائی غربت ہے۔ سیلاب کی تباہ کاریوں کی وجہ سے گذشتہ پانچ سال ان کی مالی حالت خصوصاً بہت زیادہ خراب ہے۔

ہندوستان ٹائمز راوی ہے۔ کہ ہندو مہا سبھا نے ایک مینی فسٹو شائع کیا ہے۔ جس میں اعلان کیا ہے کہ ہندو مہا سبھا ہر اس ہندو امیدوار کی تائید کریگی جو یہ اعلان کر دے کہ وہ اسمبلی میں جا کر وزیر اعظم کے فرقہ وارانہ فیصلہ کی مخالفت کریگا خواہ وہ امیدوار کسی پارٹی سے تعلق رکھتا ہو۔

حکومت نظام کا ایک اعلان مظہر ہے کہ حیدر آباد سول سروس کے امتحان میں امسال سات امیدوار شریک ہوئے تھے جن میں سے دو کامیاب ہوئے۔

واشنگٹن کی ایک اطلاع مظہر ہے۔ کہ قحط سالی و دیگر موسمی حوادثات کی وجہ سے خیال کیا جاتا ہے کہ آئندہ فروری تک پچاس لاکھ گھرانے امدادی فہرست میں شامل ہو جائیں گے شکاگو کی ایک اطلاع سے پایا جاتا ہے۔ کہ اس وقت تک تیس لاکھ ڈالر امدادی کام پر صرف کئے جا چکے ہیں۔

پٹنہ سے ۱۰ ستمبر کی اطلاع ہے کہ گورنر بہار ۲۰ ستمبر کو گورنمنٹ ہاؤس رانچی میں دربار منعقد کریں گے۔

حکومت فلسطین کی ایک سرکاری رپورٹ مظہر ہے کہ ۱۹۳۳ء میں ۲۸ ہزار یہودی فلسطین میں آباد ہوئے۔ اور اب تک ان کی آمد میں برابر اضافہ ہو رہا ہے۔

مولانا شوکت علی کے خلاف سر محمد یعقوب نے انتخاب اسمبلی کے سلسلہ میں جو اعتراضات کئے تھے۔ شملہ سے ۱۰ ستمبر کی اطلاع مظہر ہے۔ کہ ان کو حق بجانب قرار دیتے ہوئے مولانا موصوف کا نام حلقہ انتخاب مراد آباد کے امیدواروں کی فہرست سے نکال دیا گیا ہے۔

محکمہ اطلاعات پنجاب کا ایک سرکاری اعلان مظہر ہے کہ جنگلی پرندوں اور جنگلی حیوانوں کے قانون تحفظ اور اس کے ماتحت قواعد کا نفاذ ۱۵ ستمبر سے ہو جائیگا۔ اور ہر اس شخص کے لئے جو پنجاب میں جنگلی حیوانوں اور پرندوں کی مختلف اقسام کو شکار کرنا چاہے لازم ہوگا۔ کہ وہ شکاری لائسنس حاصل کرے۔ چھوٹے شکار کے لائسنس کی فیس دو روپے سالانہ اور بڑے اور چھوٹے شکار کے لئے آٹھ روپیہ سالانہ ہوگی اور دونو صورتوں میں لائسنس تاریخ اجراء سے یکم اپریل تک جائز سمجھا جائیگا۔ بغیر لائسنس حاصل کئے کتے یا باز کے ساتھ بھی جانوروں کا شکار خلاف قانون قرار دیا گیا ہے۔ اس بارے میں تفصیلات ڈپٹی کمشنر کے دفتر سے دستیاب ہو سکتی ہیں۔

آسٹریا کے چانسلر ڈاکٹر ڈولفس کا واقعہ قتل ابھی آسٹریا کو بھولا نہ تھا۔ کہ موجودہ وائس چانسلر پر ۸ ستمبر کی رات کے وقت پے در پے کئی گولیاں چلائی گئیں۔ مگر خوش قسمتی سے کوئی ضرر نہ پہنچا۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ مقامی اشتراکی آسٹریا کے حکام کو قتل کرتے رہتے ہیں۔ اور ان کی مفسدانہ سرگرمیوں کا مرکز ویانا ہے۔ جہاں انہوں نے طوفان بپا رکھا ہے۔

لنڈن سے ۹ ستمبر کی اطلاع ہے۔ کہ گورنمنٹ نے فیصلہ کیا ہے۔ سر میلکم ہیلی اور سر جارج سٹینلے کو لارڈ کا خطاب دے کر ہاؤس آف لارڈز میں لے لیا جائے۔ تاکہ جس وقت انڈیا بل ہاؤس کے سامنے منظوری کے لئے پیش ہو۔ وہ گورنمنٹ کی امداد کر سکیں۔

کانگرس پارلیمنٹری بورڈ نے واردھا سے ۱۰ ستمبر کی اطلاع کے مطابق اسمبلی کے آئندہ انتخابات کے لئے اپنے امیدواروں کے نام کا جو پچاس کے قریب ہیں اعلان کر دیا ہے۔ یہ بھی فیصلہ کیا گیا ہے کہ پنڈت مالویہ مسٹر اینے اور مسٹر چندرا بوس کے خلاف کوئی امیدوار کھڑا نہیں کیا جائے گا۔

لائل پور سے ۹ ستمبر کی اطلاع ہے کہ قرضہ بل سلیکٹ کمیٹی کی رپورٹ عنقریب تیار ہو کر گورنمنٹ کے پاس پہنچنے والی ہے اور امید کی جاتی ہے کہ وہ ۱۵ اکتوبر کے پنجاب کونسل کے اجلاس میں پیش ہو جائے گی۔

دہلی سے ۱۰ ستمبر کی اطلاع کے مطابق "رائٹر" دہلی کا سپیشل

عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپایا۔ اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر: غلام نبی